جولائی 2002ء

ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۴ جلد ۶/۳۹

الحمدللہ ختم نبوت کے حلف نامے کی بحالی

شناخت مجدد

مولانا محمد جمیل خان کا سانحہ ارتحال

علماء حق کی زیارت

ووٹ فارم سے ختم نبوت کے حلف نامہ کی منسوخی اور بحالی کی سرگزشت

پیر مہر علی شاہؒ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مناظرہ لاہور کی روئیداد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر ۴ جلد نمبر ۶/۳۹ قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے

سالانہ ۔۔ ۱۰۰ روپے ۔ بیرون ملک ۔۔۔ ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بانی

مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرۃ مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرۃ مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر: حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ○ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ○ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ ○ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ

حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا بشیر احمد ○ حافظ محمد ثاقب

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا خدا بخش شجاع آبادی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ○ حافظ محمد یوسف عثمانی

مولانا احمد بخش ○ مولانا مفتی حفیظ الرحمن

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا محمد اسحاق ساقی ○ مولانا غلام مصطفیٰ

مولانا فقیر اللہ اختر ○ مولانا محمد طیب فاروقی

مولانا قاضی احسان احمد مولانا محمد قاسم رحمانی چوہدری محمد اقبال

رابطہ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان

فون ۔ ۵۱۴۱۲۲ فیکس ۔ ۵۴۲۲۷۷

ناشر، صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل نو پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت ۔ جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

ختم نبوت کے حلف نامے کی بحالی | اداریہ | 3

مقالات ومضامین

ووٹر فارم سے ختم نبوت کے حلف نامہ کی منسوخی اور بحالی کی سرگذشت | مولانا اللہ وسایا صاحب | 6

علم دین کی فضیلت | مولانا خدا بخش صاحب | 15

بکھرے موتی | مولانا اللہ وسایا صاحب | 17

قبر کے راہی | مولانا عبداللطیف مسعود | 24

ردقادیانیت

شناخت مجدد | پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ | 30

حق نما | ادارہ | 43

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں! | ادارہ | 55

مولانا اجمل خان کا سانحہ ارتحال | صاحبزادہ طارق محمود | 57

قافلہ آخرت | ادارہ | 59

تبصرہ کتب | ادارہ | 63

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

الحمد و الشکر للّٰہ!

ختم نبوت کے حلف نامے کی بحالی!!!

29 مئی 2002ء کو جاری ہونے والے سرکاری بیان میں کہا گیا ہے کہ قومی وصوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے لئے مخلوط طرز انتخاب بحال ہونے پر سابقہ ووٹر فارم بھی بحال کر دیا گیا تھا جس میں قادیانیت اور مرزائیت سے برات کا حلف نامہ نہیں تھا۔ حکومت نے معاملہ کی حساس نوعیت اور غلط فہمیوں سے گریز کے لئے الیکشن کمیشن کو ہدایت کی ہے کہ مسلم ووٹر کے لئے ووٹر فارم میں حلف نامہ شامل کر لیا جائے۔ وفاقی وزیر اطلاعات نثار میمن نے اس معاملہ میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے جمعیت العلمائے اسلام کے رہنما حافظ حسین احمد کو حکومتی فیصلہ سے آگاہ کیا۔

4 مئی 2002ء کو لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر آل پارٹیز میٹنگ ہوئی تھی جس میں 28 مئی کو لاہور ہی میں جمعیت العلمائے اسلام کی میزبانی میں تمام دینی سیاسی جماعتوں کا سربراہی اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ 28 مئی کو 45 سے زائد دینی سیاسی جماعتوں کے قائدین اور نمائندگان کے علاوہ جامعات کے مہتمم صاحبان پر مشتمل ایک خصوصی اجلاس قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں عقیدہ ختم نبوت' قادیانیوں کی آئینی حیثیت پر ہم آہنگی پائی گئی اور اس مسئلہ پر مکمل اتفاق رائے کیا گیا۔ نئے ووٹر فارم میں مذہب کا خانہ اور عقیدہ ختم نبوت کا حلف نامہ کی بحالی کے لئے حکومت کو ایک ہفتے کی مہلت دی گئی۔ فیصلہ کیا گیا کہ مطالبات تسلیم نہ ہونے کی صورت میں 6 جون کو تحریک چلانے کا اعلان کیا جائے گا۔ قبل ازیں وفاقی وزیر اطلاعات نثار میمن نے قاضی حسین احمد' مولانا فضل الرحمٰن' حافظ حسین احمد سے جو ملاقاتیں کی تھیں ان جماعتوں کے رہنماؤں نے جنرل پرویز مشرف سے 31 مئی کو ملاقات کی دعوت کو دو مطالبات سے مشروط کیا تھا۔ ایک مطالبہ نئے ووٹر فارم میں مذہب کا خانہ اور حلف نامہ کی بحالی کا تھا اور دوسرا مطالبہ چیف الیکشن کمشنر کی

تبدیلی کا تھا۔ سیرت کانفرنس اسلام آباد میں صدر مملکت کے خطاب کے بعد مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور انجینئر سلیم اللہ خان اور دیگر علماء نے مذہب کا خانہ اور عقیدہ ختم نبوت سے متعلق حلف نامہ ختم کرنے پر شدید احتجاج کیا تھا اور صدر صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ صورتحال کی وضاحت کریں۔ چنانچہ صدر پرویز مشرف کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والا کافر ہے اور یہ کہ قادیانی کافر ہیں۔ البتہ ووٹر فارم میں مذہب کے خانہ اور حلف نامہ کی بحالی کے مطالبہ پر صدر صاحب نہ تو وضاحت کر سکے اور نہ ہی کوئی اعلان کیا۔ معاصر روزنامہ جنگ 'روزنامہ نوائے وقت' روزنامہ پاکستان کے علاوہ دیگر اخبارات وجرائد نے اس عنوان پر بھرپور اداریے لکھ کر نہ صرف عوام کے جذبات کی ترجمانی کا حق ادا کیا بلکہ حکومت کو متنبہ کیا کہ ناموس رسالت کا مسئلہ غیر معمولی نوعیت کا حامل ہے۔ اس حل شدہ مسئلہ کو چھیڑ کر حکومت اپنے لئے مشکلات نہ بڑھائے۔ علماء خطباء نے میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے علاوہ جمعتہ المبارک کے اجتماعات میں حکومت پر واضح کر دیا تھا کہ حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

نئے ووٹر فارم نمبر 4 میں مذہب کا خانہ اور عقیدہ ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کئے جانے کے حکومتی اقدام پر دینی حلقوں میں تشویش اور اضطراب کا پھیلنا ایک فطری امر تھا۔ گزشتہ ماہ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے امریکی کانگریس اور امریکی صدر کے نام سالانہ رپورٹ میں اس امر کا اعتراف کیا تھا کہ اس کی کوششوں سے حکومت پاکستان نے فروری 2002ء میں جداگانہ طرز انتخاب کا خاتمہ کیا۔ کمیشن نے مذہبی آزادی کے حوالہ سے توہین رسالت قانون اور قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کے خاتمہ کے ضمن میں جس پر امیدی کا اظہار کیا تھا اس کے بعد دینی جماعتوں کا اضطراب اور احتجاج اپنی جگہ درست تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دینی سیاسی رہنماؤں نے جداگانہ طرز انتخاب 'مذہب کا خانہ' حلف نامہ کا خاتمہ کو اس تاریخی دستوری ترمیم کے خاتمہ کی طرف پیش قدمی قرار دیا تھا جسے سو سالہ جدوجہد اور مسلمانوں کی بیش بہا قربانیوں کے نتیجہ میں حاصل کیا گیا۔ حکومت کے حالیہ اعلان کی وضاحت عذر لنگ کے مترادف ہے۔ جداگانہ طرز انتخاب کی جگہ مخلوط طرز انتخاب کی بحالی میں مذہب کا خانہ اور مرزائیت سے برات کا حلف نامہ کیونکر حذف ہو سکتا تھا۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں 1977ء میں ہونے والے مخلوط انتخابات کی ووٹر لسٹوں میں عقیدہ ختم نبوت کا حلف نامہ موجود تھا۔ طرز انتخاب کوئی بھی ہو قادیانیوں کی آئینی حیثیت اپنی جگہ برقرار ہے اور برقرار رہے گی۔ حکومت کو اپنے اعتماد اور ساکھ کی بحالی کے لئے تحقیقات کرنی چاہئے کہ وہ کونسا خفیہ ہاتھ ہے جس نے عقیدہ ختم نبوت پر شب خون مارنے کی جسارت کی ہے؟۔ حکومت کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ مخلوط انتخابات کی آڑ میں قادیانیوں سے متعلق دستوری ترمیم کو غیر موثر بنانے کی

بھیانک سازش تیار کی گئی۔ وزارت داخلہ' وزارت قانون اور الیکشن کمیشن جواب دہ ہیں۔ حکومت چھان پھٹک کرے تو اسے اپنے فائدہ کے علاوہ ثواب بھی ہوگا۔ نئے ووٹر فارم سے مذہب کا خانہ اور عقیدہ ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنا حکومت کے خلاف بالخصوص جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش تیار کی گئی۔ اسلامی دفعات کو پی سی او کے تحت تحفظ حاصل ہے۔ سپریم کورٹ نے ظفر علی شاہ کیس میں حکومت کو پابند کیا کہ دستور کی اسلامی دفعات کو نہیں چھیڑا جائے گا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک خالصتاً مذہبی' نظریاتی اور جذباتی حل شدہ مسئلہ کو از سر نو چھیڑنے کی جسارت کیونکر کی گئی؟۔ کیا یہ حقائق حکومت کے علم میں نہیں کہ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار عاشقان مصطفیٰ ﷺ نے جام شہادت نوش کیا۔ مسلمانوں نے جس فدائیت کا مظاہرہ کیا اس کے نقوش قیامت تک کے لئے محفوظ ہیں۔ کیا یہ بات حکومت کے نوٹس میں نہ تھی کہ ناموس رسالت جیسے نازک مسئلہ پر اقتدار کی کرسیاں الٹ جاتی ہیں اور ماضی میں حکومتوں کی بساط لپیٹ دی گئی۔

ہم شکر گزار ہیں کہ حکومت نے پہلی دفعہ 14 کروڑ عوام کی رائے کا احترام کیا اور ان کے مجروح شدہ جذبات پر مرہم رکھ کر ملک و قوم کو نئے ابتلا سے بچا لیا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ حکومت اس مسئلہ پر بیرونی دباؤ میں نہیں آئے گی۔ موجودہ بین الاقوامی اور مخصوص ملکی حالات میں حکومت نے مطالبات تسلیم کر کے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ قادیانی جماعت اور اس کے مفرور سربراہ مرزا طاہر قادیانی کو ایک دفعہ پھر منہ کی کھانا پڑی جو ایک عرصہ سے اپنی جعلی امت کے لئے بشارات کے ڈھیر اور پیغامات نوید کے انبار لگا رہے تھے:

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

حق ایک بار پھر غالب آیا۔ خانہ ساز نبوت کا غرور خاک میں ملا۔ جھوٹی نبوت رسوا ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت نامراد ہوئی۔ ختم نبوت کے عقیدہ کو سرفرازی و سربلندی نصیب ہوئی۔ شہدائے ختم نبوت کا خون رنگ لایا۔ عظمت رسول ﷺ کا پرچم سربلند ہوا۔ اس پر تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں و کارکن بالخصوص جمعیت علماء اسلام کے قائدین' قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن' مولانا عبدالغفور حیدری' مولانا حافظ حسین احمد' مولانا محمد عبداللہ نے جو محنت کی وہ سب کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ختم نبوت زندہ باد!

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے التماس ہے کہ جن قارئین کا سالانہ چندہ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ تک ختم ہو چکا ہے وہ حضرات براہ کرم سالانہ زر خریداری مبلغ =/۱۰۰ بذریعہ منی آرڈر بنام لولاک ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنے خریداری کا حوالہ ضرور تحریر فرمائیں۔ شکریہ!

تحفہ نمبر ۲

مولانا اللہ وسایا

ووٹر فارم سے ختم نبوت کے حلف نامہ کی منسوخی اور بحالی کی سرگذشت

امت مسلمہ کے تمام طبقات کی سو سالہ مشترکہ جہد مسلسل سے اللہ رب العزت نے کرم فرمایا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ قادیانیوں نے آئین پاکستان سے بغاوت کا مجرمانہ ارتکاب کیا اور اپنی آئینی حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تب پاسپورٹ فارم، شناختی کارڈ فارم اور ووٹر فارم میں مذہب کا خانہ اور ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کیا گیا جو یہ ہے :

حلف نامہ واقرار نامہ

میں حلفیہ اقرار کرتا / کرتی ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا / رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا / کی پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو اور نہ ہی میں ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا / مانتی ہوں۔ نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا / رکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا / کہتی ہوں۔

قادیانی پھنس گئے

اس حلف نامہ سے قادیانیوں کے لئے مشکل پیدا ہو گئی کہ اگر وہ خود کو مسلمانوں میں شامل کراتے ہیں تو یہ حلف نامہ پر کریں ورنہ مسلمانوں میں وہ نام نہیں لکھوا سکتے بلکہ غیر مسلموں میں نام لکھوائیں۔ شناختی کارڈ ضروری تھے اس لئے اس کے فارموں میں قادیانی خود کو احمدی لکھ کر کام چلاتے رہے۔ پاسپورٹ میں جب مذہب کا خانہ درج ہوا تو قادیانیوں نے بعض جگہ اپنے کو مسلمان لکھوایا اس پر کیس بنے تو قادیانی چیف گرو لاٹ پادری مرزا طاہر قادیانی نے قادیانیوں کو ہدایت کی کہ وہ خود کو بجائے مسلمان کے احمدی / قادیانی لکھوائیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ پاسپورٹ، شناختی کارڈ کی حد تک انہوں نے خود کو غیر مسلم تسلیم کر لیا۔ ۱۹۷۷ء کے انتخابات مخلوط تھے۔ ان

کے ووٹر فارموں میں بھی ختم نبوت کا متذکرہ حلف نامہ موجود تھا۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ تو مجبوری تھی اس لئے قادیانیوں نے سر تسلیم خم کر لیا لیکن ووٹ بنوانے لازمی نہ تھے اس لئے ۱۹۷۷ء سے لے کر ۲۰۰۲ء اپریل تک قادیانیوں نے ووٹ بنوانے سے بائیکاٹ کئے رکھا۔

قادیانی سازش

جناب بھٹو مرحوم کے بعد جناب ضیاء الحق مرحوم برسراقتدار آئے تو انہوں نے بجائے مخلوط انتخابات کے جداگانہ انتخابات کا نظام نافذ کیا تب مخلوط انتخابات کے زمانہ کی طرح جداگانہ انتخابات میں بھی ووٹوں کے اندراج کے لئے مسلمانوں کے فارموں میں یہ حلف نامہ شامل رہا۔ جناب ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں چیف الیکشن کمشنر پاکستان جسٹس مشتاق احمد مقرر ہوئے۔

اپنے ججی کے زمانہ میں مشتاق صاحب نے جناب بھٹو صاحب کی سزائے موت کا فیصلہ دیا تھا۔ مشتاق کے دل ودماغ پر خوف سوار تھا کہ اگر پیپلز پارٹی برسراقتدار آگئی تو مجھے لٹکا دیں گے۔ وہ چاہتے تھے کسی طرح میں ملک سے باہر چلا جاؤں اور اگر عالمی عدالت کا جج بن جاؤں تو پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہوگا۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ ظفر اللہ قادیانی مرتد اعظم کو بطور سیڑھی استعمال کر سکتے تھے۔ تب انہوں نے مرزا ناصر قادیانی سے خفیہ ملاقات کی اور چیف الیکشن کمشنر پاکستان جسٹس مشتاق احمد اور قادیانی چیف گرو مرزا ناصر قادیانی نے باہمی اس خفیہ ملاقات میں خفیہ معاہدہ کیا کہ ووٹر فارم کے حلف نامہ کی عبارت میں ایسے الفاظ کی تبدیلی کی جائے کہ قادیانی اسے پر کر کے مسلمانوں میں ووٹ درج کرا سکیں اور اس کے بدلہ میں قادیانی چیف گرو مرزا ناصر قادیانی مرتد اعظم ظفر اللہ قادیانی کو کہہ کر جسٹس مشتاق کو عالمی عدالت میں جج لگوا دیں گے۔

چنانچہ جسٹس مشتاق نے بحیثیت چیف الیکشن کمشنر پاکستان کے اس حلف نامہ کی عبارت میں نہ صرف تبدیلی کی بلکہ تبدیل شدہ حلف نامہ والے فارم طبع بھی کرانے شروع کرا دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس وقت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ تھے۔ ان کو تبدیل شدہ حلف نامہ کے فارم تقسیم ہونے سے پہلے مل گئے۔ ادھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پالیسی ساز شخصیت حضرت مولانا تاج محمودؒ کو الیکشن کمشنر مشتاق اور مرزا ناصر قادیانی کی سازش کا علم ہو گیا۔ انہوں نے لولاک میں تمام سازش کو بے نقاب کر دیا اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ پرانے اور نئے حلف نامہ والے فارم لے کر مفکر اسلام قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام صورتحال ان کے گوش گزار کی۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ ان دنوں قومی اتحاد کے سربراہ تھے۔ قومی اتحاد ضیاء حکومت میں شریک اقتدار تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ اپنے علاج

کے لئے فوجی ہسپتال راولپنڈی میں داخل تھے۔ آپ نے بابائے جمہوریت جناب نوابزادہ نصر اللہ خان کو جنرل ضیاء الحق مرحوم کے پاس بھیجا۔ انہوں نے پوری تفصیل سے ضیاء الحق مرحوم کو باخبر کیا۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے جب چیف الیکشن کمشنر مشتاق سے بات کی تو وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگے۔ کروڑوں فارموں کے چھپ جانے اور پھر کینسل کرنے سے کروڑوں کے نقصانات کا عذر کیا۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے معمولی الفاظ کی تبدیلی کا بہانہ بنا کر بیوروکریسی کا پڑھایا ہوا سبق جناب نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کو سنادیا۔ بیوروکریسی چاہتی تھی کہ ایک آدھ روز معاملہ لٹک جائے۔ جنرل صاحب عمرہ کے لئے سفر پر جانے والے تھے ان کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر پورے ملک میں تبدیل شدہ حلف نامہ کے فارم تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ جناب نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب نے اپنی ملاقات کی تفصیل سے حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو آگاہ کیا۔ جنرل صاحب عمرہ پر چلے گئے۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے پھر حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے مل کر عرض کیا کہ ضیاء صاحب کا یہ عذر کہ واپسی پر طے کریں گے یہ عذر لنگ ہے اس وقت تک فارم تقسیم کر دیئے جائیں گے اور ہماری مشکلات میں اضافہ ہوگا اور یہی بیوروکریسی چاہتی ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ بستر علالت سے اٹھے۔ وہیل چیئر پر ہسپتال کے کاونٹر پر آئے۔ ضیاء صاحب کے پرنسپل سیکرٹری سے کہا کہ ہر حالت میں ضیاء صاحب کو سعودیہ میں جہاں کہیں ہیں تلاش کر کے میری فون پر بات کرائیں۔ اللہ رب العزت حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی قبر مبارک پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں۔ انہوں نے ضیاء کے پرنسپل سیکرٹری کو ایسے سخت الفاظ میں تاکید کی کہ زمین اس کے پاؤں سے سرکنے لگے۔ اس نے پاکستان کے سعودیہ میں متعین سفیر کو فون کر کے ضیاء صاحب کی سعودیہ سے فوجی ہسپتال راولپنڈی میں حضرت مفتی صاحبؒ سے بات کرائی۔ ان حضرات کی فون پر جو گفتگو ہوئی اس کی رپورٹ کچھ یوں ہے :

مفکر اسلام مفتی محمودؒ اور جنرل ضیاء الحق مرحوم

مفتی صاحب !...... چیف الیکشن کمشنر پاکستان نے سازش کر کے حلف نامہ میں تبدیلی کی ہے۔ یہ ہماری سو سالہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربانیوں پر پانی پھیرنے کے مترادف ہے۔

ضیاء صاحب !...... حضرت یہ معمولی تبدیلی ہے۔

مفتی صاحب !...... آپ کو غلط گائیڈ کیا گیا ہے۔ آپ کو غلط طور پر شیشہ میں اتارا جارہا ہے۔ دونوں فارم پہلے حلف نامہ والے اور تبدیل شدہ حلف نامہ والے میرے سامنے ہیں۔ ان میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہمیں قطعاً یہ تبدیلی قبول نہیں۔

ضیاء صاحب!...... حضرت اب تو فارم چھپ گئے۔ان کو کینسل کریں تو قومی خزانہ پر بلاوجہ بوجھ ہو گا۔

مفتی صاحب!...... جنہوں نے یہ سازش کی ہے اس نقصان کے وہ ذمہ دار ہیں۔ان سے پورا کیا جائے۔ بلاوجہ نہیں۔ ختم نبوت کی خاطر ہم اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ یہ کینسل کر کے دوبارہ پہلے والے فارم شائع کرائیں۔

ضیاء صاحب!...... حضرت دیر ہو جائے گی الیکشن میں۔

مفتی صاحب!...... پہلے آپ نے اپنی ذات کے لئے الیکشن میں دیر نہیں کی؟۔اب پانچ دس روز کی تاخیر اور مسئلہ ختم نبوت کے لئے اس کی آپ ذمہ داری نہیں لیتے تو یہ ذمہ داری قوم کے سامنے میں قبول کرلوں گا۔

ضیاء صاحب!...... حضرت آپ اصرار چھوڑ دیں کیا فرق پڑتا ہے۔ آئندہ فارموں میں اسے بحال کر دیں گے۔

مفتی صاحب!...... آنے والے وقت میں کون زندہ ہو گا؟ اور کون نہیں؟۔ میں آنے والی پاکستانی قوم اور مسلمان نسل کو مشکل میں ڈال کر اس حالت میں اپنے رب کے حضور نہیں پیش ہونا چاہتا۔

ضیاء صاحب!...... حضرت آپ جذباتی ہو رہے ہیں۔ جانے دیں۔

مفتی صاحب!...... آپ جذباتی ہونے کا طعنہ نہ دیں۔ یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے قومی اتحاد کی شراکت اقتدار سے علیحدگی بھی میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ آپ اسے اس سنجیدگی سے لیں جس سنجیدگی کا مستحق یہ مسئلہ ہے۔

ضیاء صاحب!...... اچھا آپ فرماتے ہیں تو میں ابھی چیف الیکشن کمشنر کو کہہ کر تبدیل شدہ حلف نامہ کے فارموں کی اشاعت وترسیل پر پابندی لگاتا ہوں۔

مفتی صاحب!...... جزاکم اللہ! آپ فوری طور پر الیکشن کمشنر کو پابند کریں کہ وہ باز رہے۔ اور میرے لئے حجاز مقدس میں دعا بھی کریں گے۔

ضیاء صاحب!...... حضرت میں تو خود آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔

مفتی صاحب!...... ضرور انشاءاللہ!

ضیاء صاحب!...... السلام علیکم۔ خدا حافظ

مفتی صاحب!...... وعلیکم السلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دیں۔

چنانچہ ضیاء صاحب نے فون کر کے مشتاق چیف الیکشن کمشنر کو تبدیل شدہ فارموں کی اشاعت و تقسیم

سے روک دیا۔ ضیاء صاحب نے واپسی پر پھر مفتی صاحبؒ سے ملاقات کی اور آپ کو آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت مفتی صاحبؒ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ چنانچہ تبدیل شدہ حلف نامہ کے فارم کینسل کر کے ان کو ضائع کیا گیا اور اصل حلف نامہ کی عبارت والے فارم شائع کر دیے گئے۔ یوں قادیانی سازش ان درویش' فاقہ مست' خدا رسیدہ اکابر کی محنت سے ناکام ہوئی۔ الیکشن کمشنر مشتاق اور مرزا ناصر قادیانی خاسر ہوا۔ اسلام جیت گیا کفر ہار گیا۔ فلحمدللہ علیٰ ذالک!

چنانچہ ملک عزیز میں مخلوط یا جداگانہ طرز انتخاب ہوئے یہ حلف نامہ مسلمانوں کے لئے لازمی طور پر ووٹر فارموں میں رہے گا۔ اس پر اٹھائیس سال (۱۹۷۴ء سے ۲۰۰۲ء) تک دوبارہ کسی کو شب خون مارنے کی جرات نہ ہو سکی۔

موجودہ حکومت اور قادیانی سازش

اب جنرل پرویز مشرف کی حکومت آئی۔ ایک جنرل نے ملک میں جداگانہ طرز انتخاب متعارف کرایا۔ اب دوسرے جنرل نے پہلے جنرل کے فیصلہ کو غلط قرار دے کر مخلوط طرز انتخاب کا فیصلہ کیا۔ ان جرنیلی حکومتوں کے متضاد تجربوں نے ملک کو ناگفتہ بہ حالات تک پہنچایا ہے۔ مخلوط انتخابات کا ۱۷ فروری ۲۰۰۲ء میں جنرل پرویز مشرف نے آرڈیننس جاری کیا۔ پرویز کے حکومتی دور میں قادیانی لابی نے سازش کر کے مخلوط الیکشن کی آڑ میں حلف نامہ کو حذف کر کے ۱۹۷۴ء سے قبل کے فارم (ختم نبوت کے حلف نامہ کے بغیر) اپریل ۲۰۰۲ء میں اس وقت شائع کرائے جبکہ عام ووٹ بنوانے کی معیاد ختم ہو چکی تھی۔ صرف فارم نمبر ۴ کو پر کر کے الیکشن کے لئے مقرر کردہ سول جج کے حکم سے ووٹ درج کرائے جا سکتے تھے۔ قادیانی لابی نے قادیانیوں کو الیکشن دفاتر سے فارم دیئے۔ قادیانیوں نے بغیر حلف نامہ کے ہزاروں کی تعداد میں ووٹ بنوائے۔ اس رعایت کا بدلہ قادیانیوں نے حکومت کو یہ دیا کہ ریفرنڈم میں تمام قادیانیوں نے جماعتی سطح پر پرویز مشرف کے لئے ووٹ ڈالے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ریفرنڈم سے قبل ہی اس سازش کا علم ہو گیا تھا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ دونوں برطانیہ کے سفر پر گئے ہوئے تھے۔

آغاز تو بسم اللہ!

فقیر ان دنوں تعمیرات کی نگرانی کے لئے چناب نگر مقیم تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ۲۸ اپریل

۲۰۰۲ء بروز اتوار کو مختصر نوٹس پر کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت حلقہ چنیوٹ و چناب نگر کی میٹنگ طلب کی۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا صاحبزادہ طارق محمود صاحب فیصل آباد سے' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب سرگودھا سے' جمعیت علمائے اسلام کے رہنما حضرت مولانا عبدالوارث صاحب' حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب' چنیوٹ کے معروف قانون دان ملک رب نواز ایڈووکیٹ جمعیت علماء پاکستان کے مولانا مسعود احمد سروری صاحب' جمعیت اہل حدیث کے حضرت مولانا قاری محمد ایوب صاحب' شیعہ مکتب فکر کے جناب علی رضا سابق ایم این اے چناب نگر عالمی مجلس کے مولانا غلام مصطفیٰ صاحب' مجلس احرار اسلام کے مولانا محمد مغیرہ صاحب' مولانا اللہ یار ارشد صاحب غرض بیسیوں حضرات نے شرکت کی۔ فیصلہ ہوا کہ :

۱............ ۳ مئی بروز جمعہ کو جہاں جہاں ممکن ہے جمعہ پر احتجاج کیا جائے۔

۲............ فوری طور پر مرکزی مجلس عمل کا اجلاس طلب کیا جائے۔

۳............ سرگودھا' فیصل آباد اور جھنگ میں فوری علماء کنونشن طلب کئے جائیں۔

چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر کراچی' کوئٹہ' پشاور' اسلام آباد' لاہور' ٹنڈو آدم میں فوری طور پر فون کر کے فقیر نے صورتحال عرض کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی گوجرانوالہ کے تبلیغی دورہ پر تھے۔ ان سے عرض کیا کہ وہ دورہ مختصر کر کے لاہور تشریف لے جائیں اور لاہور کی سطح پر تمام جماعتوں کے جو قائدین مل سکتے ہیں ان کو دعوت نامہ جاری کریں۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی سے رابطہ کر کے ۴ مئی کی تاریخ کل جماعتی مجلس عمل کے اجلاس کی طے کی۔

خانقاہ سراجیہ فون کر کے مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب سے رابطہ کیا کہ وہ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کا وقت لیں۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ عراق کے دورہ پر ہیں۔ جوں ہی واپس تشریف لائیں گے اطلاع کروں گا۔ فقیر نے جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سے صورتحال فون پر عرض کی۔ حضرت مولانا موصوف نے اسی وقت پنجاب بھر کی جمعیت کو ۳ مئی بروز جمعہ پر احتجاج کے لئے قرارداد مرتب کر کے فیکس کرا دیں۔ یوں الحمدللہ! کام کا آغاز ہوا۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی خدمت میں

دوسرے روز ۲۹ اپریل کو حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے اطلاع دی کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ۳۰ کو صبح پشاور اور اسی روز شام کو ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائیں گے۔ یکم مئی کو حضرت کے

گھر پر ملاقات ہو سکتی ہے۔ (۳۰ اپریل کو تاریخی "شفاف" ریفرنڈم تھا) یکم مئی کو حضرت صاحبزادہ خلیل احمد صاحب اور فقیر نے ۴ بجے شام ڈیرہ اسماعیل خان قائد محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ فقیر نے عرض کیا کہ ایک مشکل جنرل کے دور میں ختم نبوت کے حلف نامہ کے لئے پیش آئی تھی۔ چنانچہ عالمی مجلس کے رہنما حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے اس مشکل کو حل کر دیا تھا۔ آج پھر ایک مشکل دوسرے جنرل کے دور میں ختم نبوت کے حلف نامہ کے لئے پیش آئی ہے۔ ختم نبوت جماعت کے حقیر خادم ہونے کے ناطے قائد جمعیت اور حضرت مفتی صاحب مرحوم کے صاحبزادہ سے وہ عرض کرنے کے لئے حاضری ہوئی ہے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ چونکے 'فرمایا کیا ہوا۔ فقیر نے عرض کیا کہ زمین گول ہے یا تاریخ اپنے آپ کو دھراتی ہے۔ کوئی تعبیر کریں لیکن:

(۱)...... وہی حلف نامہ۔ (۲)...... وہی فوجی حکومت۔ (۳)...... وہی تبدیلی۔ (۴)...... وہی قائد جمعیت۔ (۵)...... وہی مفتی صاحب کا جماعتی اور نسبی اعتبار سے جانشین۔ (۶)...... وہی کاسہ گدائی لیکن خیرات کے لئے حاضری ہے (۷)...... تب حضرت مفتی صاحبؒ نے قوم کی رہنمائی فرمائی۔ (۸)...... مشکل حل ہوئی۔ (۹)...... آج آپ رہنمائی اور مشکل کے حل کے لئے توجہ فرمائیں۔

مخدوم گرامی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ نے دونوں ہاتھوں میں اپنے چہرہ کو ڈھانپا' سر جھکایا' جیسے گہری سوچ میں چلے گئے ہوں اور حکم فرمایا کہ فرمائیے کیا ہوا۔ فقیر نے تمام صورتحال عرض کی۔ دونوں فارم دیئے۔ وہ آپ نے ملاحظہ کئے۔ فرمایا کہ فوٹو کے لئے کسی کو بھیجتا ہوں۔ فقیر نے عرض کی کہ فوٹو کرا کر یہ سیٹ آپ کے لئے لایا ہوں۔ مولانا نے فرمایا:

(۱)...... آپ تسلی رکھیں اپنے اکابر کی جانشینی کے لائق نہیں لیکن حق ادا کرنے کے لئے جان سوز کوشش ضرور کریں گے۔ (۲)...... حکومتی ذمہ دار اہل کاروں سے بات کریں گے۔ (۳)...... اس کی مزاحمت کریں گے۔ (۴)...... ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ (۵)...... کل ۲ مئی کو کوئٹہ میں جمعیت علماء اسلام کا جلسہ ہے۔ وہاں کل سے ہی آغاز کر دیں گے۔ (۶)...... آپ بھی ملک بھر میں اس زیادتی کے خلاف صدا بلند کریں۔ (۷)...... کل جماعتی مجلس عمل کا اجلاس طلب کریں۔ (فقیر نے عرض کی کہ ۴ مئی کو لاہور میں اجلاس طلب کر لیا ہے) فرمایا (۸)...... بہت اچھا۔ ۵/۶ مئی کو جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس لاہور میں ہے۔ (۹)...... اللہ تعالیٰ فضل کریں گے۔

دل باغ باغ ہوگیا۔ الحمدللہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ کی تصویر میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کی تصویر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگی۔ چائے پی۔ مولانا کی اقتداء میں نماز عصر پڑھی۔ جامعۃ المعارف کی زیر تعمیر عظیم جامع مسجد کو آپ کی قیادت میں دیکھا۔ رخصت لی اور ملتان آگئے۔ یہاں اگلے روز ۲ مئی کو ملتان میں جمعیت علمائے پاکستان کے سرپرست حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتہم تشریف لارہے تھے۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کے ڈاکٹر محمد عارف خان مجلس احرار اسلام کے سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ملتان میں آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے بھرپور تعاون و سرپرستی کا وعدہ فرمایا اور دونوں فارم آپ نے رکھ لئے۔

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس

۴ مئی کو لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے فرمائی۔ اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی' مولانا غلام مصطفیٰ' جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد عبداللہ' مولانا محب النبی' پاکستان شریعت کونسل کے مولانا زاہد الراشدی' جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ' اتحاد العلماء کے مولانا عبدالمالک' مجلس احرار اسلام کے چوہدری ثناء اللہ بھٹہ' سید محمد کفیل بخاری' انجمن خدام الدین کے مولانا محمد اجمل قادری' تحریک منہاج القرآن کے صاحبزادہ محمد حسین آزاد' تحریک علماء پاکستان کے علامہ علی غضنفر کراروی' انٹرنیشنل ختم نبوت کے مولانا منظور احمد چنیوٹی' پاسبان ختم نبوت کے علامہ محمد ممتاز اعوان اور ڈاکٹر جہانگیر شجاع' صوبائی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری' جمعیت علماء پاکستان کے قاری محمد زوار بہادر' تنظیم اسلامی کے مرزا محمد ایوب بیگ' جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مولانا ریاض الرحمٰن یزدانی' مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما مولانا اللہ یار ارشد شریک ہوئے۔

فیصلے

ا............ تمام مذہبی مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام نے ووٹر اندراج کے خاتمے میں عقیدہ ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنے کے فیصلوں کو مسترد کر دیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ یہ فیصلے فی الفور واپس لے کر دستور کی اسلامی کی دفعات کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر لاہور میں منعقد ہونے والے ایک اجلاس میں طے پایا کہ :

۲............اس سلسلے میں تمام مذہبی جماعتوں کا سربراہی اجلاس طلب کیا جائے گا جس کے لئے جمعیت علماء اسلام (ف) نے میزبانی کی ذمہ داری قبول کرلی ہے۔ اس سربراہی اجلاس میں تحریک ختم نبوت کو از سر نو منظم کرنے اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کو ہر سطح پر متحرک کرنے کے لئے لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

۳............اجلاس میں ملک بھر کے علماء کرام اور خطباء سے اپیل کی گئی ہے کہ جمعۃ المبارک کے خطبات میں عقیدہ ختم نبوت واضح کیا جائے۔

۴............ ضلعی اور مقامی سطح پر ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔

۵............اجلاس میں منظور مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ اجلاس اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے کہ امریکی کانگریس کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم ووٹروں کے الگ الگ اندراج اور ووٹر فارم میں مذہب کا خانہ اور عقیدہ ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنے کا فیصلہ عملاً قادیانیوں کو مسلمانوں میں شامل کرنے اور سرکاری ریکارڈ میں مسلمانوں اور قادیانیوں کا فرق ختم کرنے کے مترادف ہے۔ یہ اسلامیان پاکستان کے لئے قطعی طور پر ناقابل برداشت ہے۔

ایک حادثہ

جیسا کہ آپ نے پڑھا ہے کہ ۴ مئی کے اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا محمد عبداللہ نے فرمائی مگر اگلے روز اخبارات میں ایک پرانی ایڈ-یمیڈ تصویر شائع کی گئی جس میں میاں محمد اجمل قادری کو اجلاس کا صدر ظاہر کیا گیا تھا۔ یہ کاروائی کس نے کی؟ کیوں کی؟ کس کے کہنے پر کی؟ یہ سوالات ذہن میں گردش کرنے لگے۔ یہ کذب بیانی وجعل سازی:

زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن

بہت استغفار کیا کہ اس مشکل گھڑی میں اگر اس طرح ان عناصر نے ابتداء تحریک میں یہ حرکت کی ہے تو آئندہ کیا گل کھلائیں گے۔ اگلے دن ۵/۶ مئی جمعیت علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس جامعہ مدنیہ لاہور میں منعقد ہوا۔ (جاری ہے!)

☆......☆......☆

مولانا خدا بخش

علم دین کی فضیلت

علم دین قرآن وسنت کے علم کا دوسرا نام ہے جسے دینی مدارس کے طلباء حاصل کرتے ہیں۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت عظمیٰ ہے۔ اس علم کو حاصل کرنا وراثت انبیاء علیہم السلام ہے۔ اسی کو صحابہ کرامؓ اولیاء عظام نے حاصل کیا اور علماء حقہ نے حاصل کر کے عامتہ الناس کو صراط مستقیم پر کھڑا کیا۔ یہ علم وہ نور ہے جو قیامت کے لئے مشعل راہ ہے۔ قرآن کریم میں اس علم کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے :

”یرفع اللہ الذین آمنو منکم والذین اوتوالعلم درجات ۰ سورۃ مجادلہ“..........”

قل رب ذدنی علما ۰ “..........” قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ۰ “

اسی طرح احادیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے علم دین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! جس بندے .... خدا تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں۔ اسے دین کی فہم عطا فرماتے ہیں اور ترمذی شریف کی حدیث ہے :

”قال فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ۰ “آپ ﷺ نے فرمایا ایک عالم دین کی فضیلت ایک عابد پر ایسی ہی جیسا کہ میری فضیلت ہے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر۔

ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی سے علم دین کی فضیلت کتنی واضح ہے۔ وہ حضرات خوش نصیب اور لائق تحسین ہیں جن کے سینوں میں یہ علم نبوت محفوظ ہے۔

اسی طرح علماء کے بارہ میں بھی حدیث میں آتا ہے کہ بیشک عالم کے لئے آسمانوں والے زمین والے اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی قرآنی آیات اور احادیث ہیں جن میں دینی طلبا اور علماء کے فضائل آئے ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے چند باتیں ذکر کیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ علماء اور دینی علم حاصل کرنے والوں اتنے فضائل کیوں بیان کئے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء حضرات دین اور اسلام کی سرحدوں کے محافظ اور پاسبان ہیں اور ہر قسم کے فتنوں کا مقابلہ کر کے دین کی حفاظت کرتے ہیں۔ آج ہمارے ملک میں کئی فتنے موجود ہیں لیکن علماء حق ان کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ یہود '

ہنود ' رفض ' عیسائی اور بالخصوص قادیانی جو کہ ملک اور اسلام کے خلاف ہر وقت سازشوں میں مصروف ہیں اور نبوت محمدی کو چیلنج کر رہے ہیں اور آپ ﷺ کی ختم نبوت سے بغاوت کر کے جھوٹی نبوت کا پرچار کر رہے ہیں۔ یہی علماء کرام ہیں جو اس پر فتن دور میں بھی مسیلمہ کذاب کے جانشینوں کے خلاف حق کی آواز بلند کر رہے ہیں اور جب بھی کوئی فتنہ کھڑا ہوا' اسلام کے خلاف آواز اٹھائی علوم نبوت کے وارث علماء ان کے خلاف بر سر پیکار ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو ان سے محفوظ رکھیں۔ دینی علوم پڑھنے والے کی فضیلت حدیث پاک میں یوں بیان کی گئی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا بے شک دینی علم پڑھنے والوں کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

اس لئے طالب علم کے لئے ضروری ہے اپنے استاد کا ادب کرے۔ استاد کے سامنے تکبر غرور سے پیش نہ آئے بلکہ ادب احترام کو ملحوظ رکھے ورنہ علم جیسی لازوال نعمت سے محروم رہے گا۔ مشہور مقولہ ہے کہ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

خلیفہ ہارون الرشید نے ایک دن یہ دیکھا کہ اس کے دونوں بیٹے مامون امین استاد کے جوتے اٹھانے میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ استاد نے کہا ایک جوتا ایک اٹھائے ایک دوسرا۔ ہارون نے اپنے دربار میں پوچھا استاد کی شان زیادہ ہے یا خلیفہ کی۔ لوگوں نے کہا خلیفہ کی۔ کہا نہیں استاد کی عزت زیادہ ہے جس کا جوتا اٹھانا شہزادے بھی فخر محسوس کرتے ہیں۔

انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا میں مولانا شجاع آبادی کا خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے انجینئرنگ یونیورسٹی میں ٹیچرز اور سٹوڈنٹس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت ایک مردہ لاش ہے جس میں دنیا کائنات کی کوئی روح نہیں جھونک سکتی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی دجل و فریب کا تعاقب پوری دنیا میں رہے گا۔ انہوں نے طلباء اور اساتذہ سے کہا کہ وہ اپنے ادارہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ نیز انہوں نے کہا کہ قادیانیت کے پاس دلائل کی دنیا میں کوئی بھی دلیل نہیں۔ مجلس راولپنڈی کے مبلغ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ مہمان خصوصی احرار اسلام کے مولانا نور حسین عبداللہ تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آل پارٹیز مجلس عمل کے ۴ مئی کے فیصلہ کے مطابق اضلاع میں تحفظ ختم نبوت کنونشن' سیمینار اور اجلاس منعقد کئے۔ درج ذیل اضلاع میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔ بہاول پور' رحیم یار خان' تحصیل علی پور' اسلام آباد' ٹیکسلا' واہ کینٹ' ایبٹ آباد' مانسہرہ' لاہور

تحریر : مولانا اللہ وسایا

بکھرے موتی

سیدنا صدیق اکبرؓ

آپ کا اصل اسم مبارک عبداللہ بن عثمان ہے۔(۱)........ سیدنا صدیق اکبرؓ کو بحیرا راہب نے آپؐ کے دعویٰ نبوت سے قبل آپؐ کے نبی ہونے کی بات بتادیا تھا۔

(۲)........ ورقہ بن نوفل نے سیدنا صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ قریش سے نبی آخرالزماں ہوں گے۔

(۳)........ سیدنا صدیق اکبرؓ نے ایک خواب دیکھا کہ مکہ میں ایک چاند اترا' مختلف اجزاء ہو کر تقسیم ہو گیا۔ اس کا ایک ایک ٹکڑا ہر گھر میں داخل ہوا پھر چاند کے تمام اجزاء باہم مل گئے اور مکمل چاند بن کر ان (ابوبکر صدیق) کی گود میں آگیا۔ راہب سے تعبیر پوچھی۔ انہوں نے بتایا کہ نبی آخرالزماں تشریف لائیں گے۔ آپؓ ان پر نہ صرف ایمان لائیں گے بلکہ ان کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ و جانشین بھی بنیں گے۔

(۴)........ سب سے زیادہ آپؐ کے حالات سے سیدنا صدیق اکبرؓ واقف تھے۔ آپؐ کے اوصاف حمیدہ و خصائل محمودہ نے ان کی ذات پر اتنا اثر کیا تھا کہ آپؐ کے اعلان نبوت کے ساتھ ہی انہوں نے آپؐ کی بیعت کر کے اوّلیت اسلام کی سعادت حاصل کی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ واقعہ فیل کے اڑھائی سال بعد پیدا ہوئے۔

ادائے صلوٰۃ

ادائے صلوٰۃ اسی دن کے آخری حصہ کا واقعہ ہے جس دن آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ تاریخ الخمیس میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں دوشنبہ کے دن مبعوث ہوا۔ خدیجہؓ نے اسی دن کے آخری حصہ نماز میں پڑھی۔ علیؓ نے سہ شنبہ کو نماز ادا کی۔ اس کے بعد ابوبکرؓ اور زید بن حارثہؓ شریک نماز ہوئے۔ شب معراج کو نماز پنجگانہ فرض ہوئی اس سے پہلے صبح و شام کی دو نمازیں یا فقط عشاء کی نماز تھی۔ (علیٰ اقوال المختلفہ)

عبداللہ بن حذافہؓ

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ نے دعوت اسلام کو لبیک کہا۔ شرف صحابیت سے مشرف ہوتے ہی

تبلیغ اسلام کے لئے وقف ہو گئے۔ کوئی ایسی مجلس جس میں وہ شریک ہوں دعوت کی صدا کے بغیر ختم نہ ہونے دیتے۔ یمن گئے تو تبلیغ دعوت محمدی کے ترانے بلند کئے۔ یہود کے ایک راہب نے یہ آواز سنی تو تحقیق احوال کے لئے ابو سفیان کو بلا بھیجا۔ جو ان دنوں تجارت کے لئے یمن گئے ہوئے تھے۔ ابو سفیان نے پوچھنے پر بتایا کہ میں آپ کا چچا ہوں۔ راہب کے سوالات کے صحیح جواب نہ دیئے۔ راہب نے یمن گئے ہوئے حضرت عباسؓ کو بلا بھیجا۔ آپ نے ابو سفیان کی موجودگی میں بتایا کہ میں ان کا چچا ہوں۔ تب راہب نے ابو سفیان سے پوچھا کہ یہ سچ کہتے ہیں۔ ابو سفیان نے تصدیق کی کہ ہاں یہ واقعی چچا ہیں۔ ابو سفیان کی موجودگی میں راہب نے حضرت عباسؓ سے پوچھا کہ تمہارے بھتیجے نے کبھی دروغ گوئی' یا خیانت کا ارتکاب کیا۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ مجھے عبدالمطلب کے رب کی قسم اس نے کبھی نہ خیانت کی نہ دروغ گوئی' بلکہ وہ تو پورے خطہ میں ممتاز خصائل کے حامل اور امین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد راہب نے سوال کیا کہ کیا اس نے کسی سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنے بھتیجے کی بڑائی کے لئے کہہ دوں کہ پڑھے لکھے ہیں۔ پھر خیال آیا کہ ابو سفیان جھٹ سے تردید کر دے گا۔ اس لئے مجبوراً میں نے کہا کہ میرا بھتیجا پڑھا لکھا نہیں ہے۔ راہب نے دیکھا کہ امانت و صداقت اور امی ہونے کی جو انبیاء کے اوصاف بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اضطراب میں اٹھ کھڑا ہوا' اپنی کندھے کی چادر نیچے ڈال کر بولا کہ یہود ذبح ہو گئے' یہود ہلاک ہو گئے۔

ابو سفیان اور میں (حضرت عباس) قیام گاہ پر آئے میں نے کہا کہ اب میرے بھتیجے کے نبی ماننے میں کیا تامل ہے ؟۔ ابو سفیان نے کہا کہ میں تو اس وقت تک نہ مانوں گا جب کہ کداء سے سوار آتے نہ دیکھ لوں۔ ٹھیک بائیس سال کداء کے راستہ سے آپؐ فتح مکہ کے لئے تشریف لائے تو میں نے ابو سفیان کو یمن کا وعدہ یاد دلایا کہ لو تمہاری یہ شرط بھی پوری ہو گئی۔ ابو سفیان بھاگم بھاگ گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اسلام میں سابقین الاوّلین

سیدنا صدیق اکبرؓ کی تبلیغ سے حضرت عثمان بن عفان' حضرت زبیر بن عوام' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مشرف با اسلام ہوئے۔ اس لئے سابقان اسلام (بہت زیادہ سبقت کرنے والے) کہلاتے ہیں۔ یہ تمام نفوس عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ یہ نبوت کا فیض اور صدیق اکبرؓ کی محنت کا صدقہ ہے۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

پہلا درجہ 'صحابہؓ میں جو ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے۔ دوسرا درجہ 'جو غزوہ بدر سے قبل مسلمان ہوئے۔ تیسرا درجہ 'جو احد کی جنگ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ چوتھا درجہ 'جو غزوہ خندق سے قبل مسلمان ہوئے۔

پانچواں درجہ 'جو حدیبیہ سے قبل مسلمان ہوئے۔ پھر وہ جو فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے۔ اس کے بعد تو: ’’یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاء‘‘ کا منظر تھا۔

نماز اور ابو طالب

ایک بار پہاڑی درّہ میں آپؐ حضرت علیؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابو طالب آئے اور خاموشی سے دیکھتے رہے۔ فراغت کے بعد پوچھا۔ بھتیجا یہ کیا طریقہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا دین ابراھیمی ہے۔ ابو طالب نے حضرت علیؓ سے پوچھا۔ تم بھی ان کے طریقہ پر ہو۔ انہوں نے عرض کی ہاں ابا جان۔ ابو طالب نے کہا ٹھیک ہے قائم رہو محمدؐ بھلائی کا ہی حکم دیں گے۔ دوسری بار آپؐ حضرت علیؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابو طالب نے دیکھا اور بہت متاثر ہوئے۔ اپنے بیٹے جعفر طیارؓ سے کہا کہ ایک طرف علیؓ ہیں اور دوسری طرف تم جاکر شریک نماز ہو جاؤ۔ چنانچہ ایسے ہوا۔

نماز پڑھنے والوں پر ظلم

ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ دوسرے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں مصروف نماز تھے۔ کفار مکہ کی ٹولی کا ادھر سے گزر ہوا جس طرح سرخ کپڑا دیکھ کر بیل بھڑک اٹھتا ہے یہ کفار بھی اسی طرح باؤلے ہو گئے۔ صحابہ کرامؓ پر نماز کی حالت میں یورش کر دی۔ حضرت سعدؓ جو شیلے جوان تھے۔

اتفاق سے ان کے قریب اونٹ کی ہڈی پڑی تھی اٹھا کر جو ماری ایک بت پرست کا سر پھوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر حملہ آور ٹھنڈے پڑ گئے اور ظلم اور تعدی سے ہاتھ کھینچ لئے۔ مسلمان بھی گھروں کو چلے آئے۔ اس قسم کا اسلام میں پہلا واقعہ تھا۔ (ص ۳۲۵)

دو غنڈوں کی سنگ باری

معمول کے مطابق صحابہ کرامؓ میں سے طلیب بن عمیرؓ اور حاطب بن عبد شمسؓ نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ ابن اصیدی اور ابن قطیبہ عدوے اسلام کا وہاں گھاٹی سے گزر ہوا ان کو نماز پڑھتا دیکھ کر آتش پا ہو گئے اور ان پر سنگ باری شروع کر دی۔

یہ حضرات پتھروں کی بارش میں نماز پڑھتے رہے۔ جب سلام پھیرا تو دونوں غنڈے یہ جان کر کہ کہیں یہ ہم سے بدلہ نہ لیں بھاگ گئے۔ ابو جہل 'ابو لہب' عقبہ کے پاس جاکر ڈینگیں ماریں۔ انہوں نے ان کی خوب پیٹھ ٹھونکی۔

ابو جہل کی ٹھکائی

حضرت ابو طلیبؓ کمسن صحابی تھے۔ یہ ابو لہب کے بھانجے اور حضرت اروی ؓ کے بیٹے تھے ایک بار صبح نور کے تڑکے صحابہ کرامؓ ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے ابو جہل ' ابو لہب ' عقبہ کا وہاں سے گزر ہوا اور نمازیوں کو پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت ابو طلیبؓ نے ابو جہل کو ایسی کاری ضرب لگائی کہ اونٹ کی طرح بلبلانے لگا۔ سب کفار نے ابو طلیبؓ کو پکڑ لیا۔ ابو لہب نے کہا کہ میرا بھانجا ہے کچھ نہ کہو آئندہ ایسے نہ ہو گا۔ چھوڑ دیئے گئے۔ ابو لہب نے اپنی بہن اروی کے پاس آکر بھانجے کی شکایت کی۔ انہوں نے جواب میں فرمایا میرے لئے اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ میرا بیٹا محمد عربی کا سپاہی ہے۔ وہ اپنے ماموں زاد (آپؐ کے والد کی بھی تو یہ بہن تھیں) کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ ابو لہب نے کہا کہ کیا تم بھی مسلمان ہو گئی ہو حضرت اروی ؓ نے فرمایا ہاں! پھر فرمایا ابو لہب تم غدار قوم ہو۔ بھتیجے (آپؐ) کی مخالفت پر کمر بستہ ہو۔ ابو لہب نے کہا کہ میں سارے عرب کے مقابلہ کا حوصلہ نہیں رکھتا اور بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔

ابو جہل ' ابو لہب ' عقبہ کی تثلیث ' نبوت کی مخالفت میں ایسی تکون تھی جس کی شقاوت و بدبختی اور اسلام دشمنی کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ ابو لہب کی بیوی عورا بنت حرب (ہندہ) یہ ابو سفیان کی بہن تھی یہ بھی اسلام دشمنی میں اس حد تک آگے تھی کہ لکڑیوں کانٹے ' جھاڑیاں اکھٹی کر کے لاتی اور آپؐ کے راستہ میں بچھا دیتی۔ قرآن مجید نے اسے : " حمالة الحطب " کا لقب دیا ہے۔ ابو لہب چٹا گورا تھا اس لئے اپنا لقب ابو لہب اس لئے اختیار کیا کہ اس کے رخسار شعلہ زن تھے۔ اصل نام عبدالعزیٰ تھا عزیٰ کے بت کی مناسبت سے خود ابو لہب اختیار کیا اس کے مآل کے اعتبار سے خوب فٹ رہا۔

اسلام کا پہلا تبلیغی مرکز

حضرت سعدؓ کے ہاتھوں ایک مشرک کے سر پھٹول اور حضرت طلیبؓ کے ہاتھ سے ابو جہل کی درگت کے باعث کافر سراپا آتش زیرپاء ہو گئے۔ وہ انگاروں پر لوٹنے لگے۔

چنانچہ حضرت ارقم مخزومیؓ جو اسلام لانے والوں میں سے ساتویں تھے اور بعض کے نزدیک گیارھویں بدر ' احد کے تمام معرکوں میں شریک رہے اوائل میں اسلام ان کے گھر میں پناہ گزیں رہا۔ جب تک مسلمانوں کی تعداد چالیس تک نہیں پہنچ گئی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے اسلام لانے کے بعد پھر تبلیغی سرگرمیاں اعلانیہ شروع ہو گئیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

برملا تبلیغ کا حکم

آنحضرتؐ کی بعثت کو تین سال بیت گئے۔اس عرصہ میں رازداری کے ساتھ تبلیغی کام جاری رکھا گیا اب چوتھے سال کے آغاز میں :’’ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ۰ ‘‘نازل ہوئی۔کچھ عرصہ بعد :’’وانذر عشیرتك الاقربین ۰ ‘‘نازل ہوئی۔آپؐ نے مشرکین عرب اور پھر اپنے اعزہ کو جمع کیا۔ان کو تبلیغ کی۔ابو لہب بپھر گیا اور سخت نازیبا کلمات کہے اور مارنے کے لئے پتھر اٹھایا۔اس پر سورۃ ابو لہب نازل ہوئی۔ابو لہب کی بیوی کو پتہ چلا کہ سورۃ لہب میں ہماری ہجو کی گئی ہے تو وہ آپؐ کو مارنے کے لئے پتھر لے کر دوڑی۔آپؐ مسجد حرام میں تھے۔سیدنا صدیق اکبرؓ نے درخواست کی کہ مبادا یہ آپؐ کو تکلیف نہ دے آپؐ نے فرمایا اطمینان خاطر رکھئے یہ مجھے دیکھ نہ سکے گی۔چنانچہ آپؐ سامنے تشریف فرما تھے۔دیکھ نہ سکی۔البتہ حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ کے ساتھی نے میری ہجو کی ہے۔اگر وہ مجھے مل جاتے تو میں ان کے پتھر دے مارتی۔اس کے بعد آپؐ نے ہاشموں کا کھانا کیا۔اب گھروں محلوں تک تبلیغ شروع ہوگئی۔

قریش کا اعتراض

قریش مکہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی انسان کو نبی بنانا تھا تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے رئیس مثلاً ولید بن مغیرہ قریشی مکی یا عروہ بن مسعود ثقفی رئیس طائف کو نبی بناتا۔قرآن مجید نے اسی کا جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے جسے چاہے نواز دے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم کو دیکھو کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ نے شرف صحابیت پایا اور آپؐ کی چاکری کی۔ولید بن مغیرہ خود تو محروم رہا لیکن اس کے دو بیٹے ولید بن ولید اور خالد بن ولید نے شرف صحابیت پایا اور خالد نے توزبان نبوت سے سیف من سیوف اللہ کا تمغہ حاصل کیا۔(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

عتیبہ کا انجام

عتیبہ نے آپؐ کی توہین کا ارتکاب کیا سراپا رحمت وعفو کے باوجود عتیبہ بن ابو لہب کی بدتمیزی پر آپ کا دل بھر آیا۔آپؐ نے بدعا کی :’’ اللهم سلط علیه کلبا من کلابك ۰ ‘‘عتیبہ گھر گیا ابو لہب باپ کو اپنی بدتمیزی اور آپؐ کے بدعا کرنے کا حال سنایا۔ابو لہب کا چہرہ فق ہوگیا‘رنگ اڑ گیا‘گھبرا کر کہا بیٹا مجھے بہت تشویش ہے تم بچ نہ سکو گے۔کچھ عرصہ بعد ابو لہب اپنے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لئے اسے لے گیا۔رات کو عتیبہ کو پورے قافلہ سے اونچی جگہ پر سلایا۔شیر آیا پورے قافلہ کے مونہوں پر اپنے نتھنے رکھ کر سونگھے‘کسی کو کچھ نہیں کہا۔چھلانگ لگائی

عتیبہ کو پکڑا۔لوگوں کے شور کرنے تک اسے چیر کر ہلاک کردیا۔

قارئین! دیکھئے رب کی قدرت کے نظارے۔ اللہ تعالیٰ نے کونسی لیبارٹری اس شیر کے نتھنوں میں فٹ کردی تھی کہ پورے قافلہ کو چھیڑا تک نہیں اور گستاخ رسول عتیبہ کو چھوڑا نہیں۔ ہر ایک کے منہ پر اپنے نتھنے رکھ کر سونگھ رہا تھا کہ کونسے منہ سے گستاخی رسول ﷺ کی بدبو آتی ہے؟۔ رب کریم کے فیصلوں کو دیکھو کہ ابولہب کے باقی دو بیٹے عتبہ' معتب مشرف بہ ایمان ہوئے۔ حنین وطائف کے معرکوں میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جبرائیل امین اصلی شکل میں

ترمذی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے جبرائیل امین سے فرمایا کہ اپنی شکل دکھایئے۔ وعدہ کے مطابق جیاد میں آپ ﷺ تشریف لے گئے تو جبرائیل امین کو آپ ﷺ نے آسمان کے مشرقی افق پر اس حیثیت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں۔ قامت' جسم اور بازوؤں نے آسمان کے دونوں کنارے چھپا رکھے ہیں۔ اس پر سورۃ النجم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

حضرت عثمان بن عفانؓ

جب آپ ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو سیدنا عثمانؓ سفر پر تھے۔ واپسی پر سیدنا صدیق اکبرؓ نے دوستی کی بنا پر ان کو قبول اسلام کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جانے کی تحریک کی وہ تیار ہو رہے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ کاشانہ صدیقی پر تشریف فرما ہوئے۔ سیدنا عثمانؓ نے بیعت اسلام کی اور اپنا ایک واقعہ سنایا کہ اسی سفر میں شام سے واپسی پر ہم نے معان اور زرقاء کے درمیان قیام کیا۔ ہم پر نیند کی کیفیت طاری تھی تو کسی ہاتف نے آواز دی کہ: ''سونے والو جاگو۔ احمد نبی مکہ میں ظاہر ہو چکے ہیں'' ہم مکہ میں آئے تو آپ ﷺ کی نبوت کا تذکرہ سنا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عثمانؓ کے چچا حکم بن ابو العاص کو سخت ناگوار ہوا۔ حضرت عثمانؓ کو رسی سے باندھ کر مارا۔ اتنا ظلم کیا کہ مجبوراً حضرت عثمان کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ سیدنا امیر معاویہؓ کے زمانہ میں مروان مدینہ کا حاکم تھا۔ اس کی درشت مزاجی اور عدوان مشہور تھا۔ ایک دن شوخی مزاج کے ساتھ ایک صحابی حویطبؓ بن عبدالعزیٰ سے پوچھا کہ بڑے میاں تم نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کیوں کردی۔ جوان تم پر سبقت لے گئے وہ طنز آمیز گفتگو پر فوراً بولے کہ دیر اس لئے ہوگئی کہ میں اسلام قبول کروں مگر تمہارا باپ حکم ہمیشہ روکتا رہا اور اس سعادت کے حصول میں روڑے اٹکاتا رہا۔ مروان خفیف ہوا تو حویطبؓ نے مزید فرمایا کہ تمہیں یہ بھی بتاؤں کہ سیدنا عثمانؓ کے اسلام قبول

کرنے پر تمہارے باپ نے ان کو کتنی ایذائیں دی تھیں۔ مروان کی گردن جھک گئی اور حضرت حویطبؓ چادر جھاڑ کر چل دیئے۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضرت سعد بن وقاصؓ

حضرت سعد بن وقاصؓ نے اسلام قبول کیا۔ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں ان کے ہاتھ پر ایران فتح ہوا۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو والدہ نے قسم اٹھائی کہ جب تک تم اسلام ترک نہیں کروگے میں کچھ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔ آپ والدہ کے اطاعت شعار تھے لیکن ان کے ناروا طرز کو دیکھ کر بول اٹھے۔ تم ہزار دفعہ مر کر جیئو اور پھر مرو تو بھی میں اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تین دن کے بعد ماں نے کھانا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں بعد حضرت سعدؓ کے بھائی عامر بن وقاصؓ نے اسلام قبول کیا۔ والدہ نے پھر قسم کھائی۔ حضرت سعدؓ نے کہا اماں! عامرؓ کے لئے قسم کیوں کھاتی ہو۔ میرے لئے کیوں نہیں کھاتی۔ دونوں بھائیوں نے حبشہ کے لئے ہجرت کی پھر مدینہ آئے۔(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم)

حضرت مصعب بن عمیرؓ

مکہ مکرمہ کے خوبصورت حسین وجمیل خوش لباس جوان تھے۔ جب اسلام قبول کیا دیگر مصائب کے علاوہ والدین نے گھر سے نکال دیا یہ وقت بھی آیا کہ جسم پر جتنا لباس تھا سب پر پیوند تھے۔ ایک بار آپؐ نے یہ حالت دیکھی تو آبدیدہ ہو گئے اور دعاؤں سے نوازا۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ

یتیم تھے چچا کے زیر تربیت تھے اسلام قبول کیا تو چچا نے سب کچھ حتیٰ کہ جسم کے کپڑے تک لے لئے اور گھر سے نکال دیا۔ لنگوٹ پہنے والدہ کے پاس آئے۔ انہوں نے ایک چادر دی تو اس کے دو حصے کر کے ایک کو تہہ بند اور دوسرے کو اوپر لپیٹ لیا۔ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ پہلے پوری بات سن چکے تھے۔ حضرت عبداللہؓ کو دیکھ کر آپؐ نے تبسم فرمایا اور فرمایا تم ذوالبجادین ہو(دو چادروں والے) حضرت عبداللہؓ کے لئے یہ لقب ہفت اقلیم کی بادشاہت سے بڑھ کر تھا۔

مولانا عبداللطیف مسعود

قبر کے راہی

۱.......... فرمایا! رسول اللہ ﷺ نے کہ اپنے قریب المرگ افراد کے پاس سورہ یاسین کی تلاوت کیا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۴۱)

۲.......... فرمایا! رسول اللہ ﷺ نے کہ جس آدمی کا آخری کلام لاالہ الااللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ نزع والے آدمی کو یہ کلمہ تلقین کیا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۴۱'۱۴۰)

۳.......... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قریب المرگ افراد کو ان کلمات کی تلقین کیا کرو (یعنی اس کے پاس پڑھو تاکہ وہ بھی پڑھنے لگے) "لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمدللہ رب العالمین ۰"

صحابہ کرامؓ عرض کرنے لگے کہ اے خدا کے رسول ﷺ یہ کلمات زندوں کو تعلیم کرنے کا کیا حکم ہے؟

فرمایا: "اجودا جود ۰" یعنی بہت ہی بہتر ہوگا۔ انتہائی مفید ہوگا۔ (۱۴۱)

۴.......... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم مریض یا قریب المرگ آدمی کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہا کرو۔ کیونکہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

۵.......... حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رحمت للعالمین ﷺ ایک قریب الموت نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: "کیف تجدك" یعنی تو اپنے آپ کو کیسے محسوس کرتا ہے؟۔ عرض کیا کہ میں خدا سے امیدوار ہوں اور مجھے گناہوں کا بھی کھٹکا لگا ہوا ہے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی کے دل میں اس موقع پر یہ دو کیفیتیں جمع ہو جائیں تو خداوند قدوس اس کی امید پوری فرماتا ہے اور اسے اس کے خوف وہراس سے محفوظ فرمادیتا ہے۔ یعنی اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ (ص۱۴۰)

۶.......... حسن خاتمہ کی ایک نمایاں علامت: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مومن کی پیشانی مرتے وقت عرق آلود ہو جاتی ہے۔ یعنی اسے پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔ (۱۴۰)

۷.......... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ موت کی تمنا نہ کیا کرو۔ کیونکہ موت کی شدت نہایت سنگین

ہے اور سعادت مندی یہ ہے کہ بندہ کی عمر طویل ہو اور اللہ اس کے ساتھ اسے رجوع الی اللہ کی دولت نصیب فرمائے۔(۱۴۰)

۸............ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کی خطاؤں کا بدلہ اسے جلدی دنیا میں ہی دے دیتے ہیں (اور وہ پاک صاف ہو کر رخصت ہوتا ہے) اور جب کسی سے بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتے تو اس کے گناہوں کی سزا موخر کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے قیامت میں پوری پوری سزا دیں گے۔(مشکوٰۃ شریف ص۱۳۶)

۹............ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مومن مرد اور مومنہ عورت مسلسل اپنی ذات' مال اور اولاد کے بارے میں زیر ابتلاو آزمائش رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب وہ خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان کے نامہ اعمال میں کوئی بھی گناہ نہیں ہوتا۔(۱۳۶)

۱۰............ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب کسی بندہ کے حق میں درگاہ الٰہی سے کسی مقام کا فیصلہ ہو چکتا ہے مگر اس کے اعمال حسنہ کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی جان' مال اور اولاد کے سلسلہ میں آزمائش سے دوچار کر دیتے ہیں پھر اس معاملہ میں اسے صبر و برداشت بھی عنایت فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مقرر شدہ مقام میں پہنچ جاتا ہے جو رب کریم نے اسے عطا فرمایا ہوتا ہے۔(ص ۱۳۷)

۱۱............ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو مومن پیٹ کی کسی تکلیف (مثلاً درد' ہیضہ' کینسر' یا عورت وضع حمل کی صورت) میں فوت ہو جائے تو اسے عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔(ص ۱۳۷)

۱۲............ سید کائنات ﷺ کے زمانہ اطہر میں ایک صاحب فوت ہو گئے تو ایک شخص نے کہا کہ کیسا مبارک اور خوش نصیب ہے کہ بلا مرض اور تکلیف کے چل بسا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تیرا بھلا ہو' تجھے کیا معلوم کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے کسی بیماری میں مبتلا کرتا تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا۔(ص ۱۳۷)

اس جیسی احادیث بکثرت ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل حقیقت مالک حقیقی ہی جانتا ہے۔

بد دیانتی اور ملاوٹ کرنے والے کا انجام

عبدالحمید بن محمودؒ سے منقول ہے کہ ہم حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ حج کے لئے چلے تھے اور ہمارے ساتھ ایک ہمارا ساتھی تھا۔ جب ہم ذات الصفاح نامی مقام پر پہنچے تو ہمارا وہ ساتھی فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کا غسل و کفن کیا پھر چلے اور قبر کھودی اور لحد بنائی تو جب ہم لحد سے فارغ ہوئے تو ہم نے ایک ایسا سیاہ ناگ دیکھا جس نے تمام لحد کو پر کر دیا تھا۔ ہم نے وہ قبر چھوڑ کر اور جگہ قبر

تیار کی جب ہم لحد سے فارغ ہوئے تو پھر وہی ناگ والا معاملہ سامنے آگیا۔اب ہم اسے چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا یہ بددیانتی اور چوری کا معاملہ ہے جس کا یہ عادی تھا۔

بیہقیؒ کے الفاظ یوں ہیں کہ یہ اس کا عمل تھا جسے یہ کیا کرتا تھا۔ تم جاؤ اسے کسی بھی قبر میں دفن کردو مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔اگر تم ساری روئے زمین بھی کھود ڈالو گے پھر بھی اس ناگ سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔(العیاذ باللہ!)ہم نے واپس جاکر اسے انہی کھودی ہوئی قبروں میں سے کسی ایک میں دفن کردیا۔ پھر بعد از فراغت حج وطن واپس آکر اس کی بیوی سے دریافت کیا کہ تمہارا خاوند کیا عمل کیا کرتا تھا؟۔وہ کہنے لگی کہ وہ غلہ فروخت کیا کرتا تھا لیکن اس میں سے گھر کی ضرورت کا غلہ نکال کر اتنا اس میں دوسری چیزوں کی ملاوٹ کردیا کرتا تھا۔العیاذ باللہ العظیم!

بعض مشائخ دمشق کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم حج کے لئے چلے تو ہمارا ایک ساتھی راستہ ہی میں فوت ہوگیا۔ ہم نے کسی بستی سے قبر کھودنے کے لئے کدال مانگا اور اسے دفن کردیا لیکن کدال قبر میں ہی بھول گئے۔ پھر ہم نے کدال نکالنے کے لئے قبر اکھاڑی تو دیکھا کہ اس آدمی کی گردن' ہاتھ اور پاؤں سب اکٹھے کر کے کدال کے حلقے میں اکٹھے کردیئے ہیں۔ ہم نے اس پر مٹی ڈال کر برابر کردیا اور کدال والوں کو اس کی قیمت ادا کر کے راضی کرلیا۔واپس وطن جاکر ہم نے اس کی بیوی سے معاملہ دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ایک مالدار آدمی اس کا دوست بن گیا۔ اس نے اسے قتل کر کے اس کے مال پر قبضہ کرلیا اور اس مال سے یہ حج بھی کرتا اور جہاد بھی۔(شرح الصدور ص ۷۲)

حضرت انس بن مالکؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ابو طلحہؓ کے باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت بلالؓ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔اس اثنا میں آپ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تو فرمانے لگے اے بلالؓ کیا تو سن رہا جو میں سن رہا ہوں۔ اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔(العیاذ باللہ!)دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ صاحب قبر یہودی ہے۔(مسند احمد)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عذاب قبر تین چیزوں سے ہوتا ہے۔ غیبت' چغلی اور پیشاب سے پرہیز نہ کرنا۔لہذا تم ان چیزوں سے احتیاط کرنا۔(بیہقی)

حضرت ام مبشرؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عذاب قبر سے خدا کی پناہ طلب کرو۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا لوگوں کو قبر میں عذاب ہوگا؟۔فرمایا ہاں! ایسا عذاب ہوتا ہے کہ جس کو جانور بھی سنتے ہیں۔(احمد' ابن حبان)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ میں ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ اپنی سواری پر سوار تھے۔ اچانک وہ بدک گئی تو میں نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول ﷺ آپ کی سواری کو کیا ہوا کہ وہ بدک گئی۔ فرمایا اس نے ایک قبر والے کے عذاب کو سنا تو بدک گئی۔ العیاذ باللہ! (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

ابن ابی شیبہؒ عکرمہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ”کما یئس الکفار من اصحاب القبور۰“ کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ کفار جب قبروں میں پہنچتے ہیں اور وہ ذلت ورسوائی ملاحظہ کرتے ہیں جو خدا نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہے تو وہ خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں۔

ابو جہل اور عذاب قبر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ اس اثناء میں کہ میں مقام بدر کے نواح میں چل رہا تھا کہ اچانک ایک شخص ایک گڑھے سے باہر نکلا۔ اس کے گلے میں زنجیر پڑی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے آواز دی کہ اے عبداللہ مجھے پانی پلایئے۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ میرا نام جانتا ہے یا اس نے عرب کے رواج کے مطابق مجھے یا عبداللہ (اے بندہ خدا) کہہ کر پکارا ہے۔ اس کے بعد اسی گڑھے سے ایک اور آدمی ہاتھ میں کوڑا لئے برآمد ہوا۔ اس نے پکار کر کہا اے بندہ خدا اسے پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر اس کو کوڑا مار کر دوبارہ گڑھے میں داخل کر دیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ ماجرا عرض کر دیا تو فرمایا کیا تم نے دیکھا۔ میں نے عرض کیا ہاں! تو فرمایا یہ خدا کا دشمن ابو جہل تھا اور اس کو قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ (طبرانی)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ دوران سفر اہل جاہلیت کے قبرستان کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ مالک قبر سے ایک آدمی نکلا جس کی گردن میں آگ کی زنجیر دہک رہی ہے اور میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو پکار کر کہا کہ اے بندہ خدا! ذرا پانی پلانا۔ پھر اچانک اس کے پیچھے پیچھے ایک اور آدمی قبر سے نکلا۔ اس نے کہا کہ اے بندہ خدا اسے پانی نہ پلانا یہ تو کافر ہے۔ پھر اس کو کوڑے سے مارا اور اس نے زنجیر کو کھینچ کر اسے دوبارہ قبر میں داخل کر دیا۔ پھر میں رات کو ایک بڑھیا کے ہاں ایسے مکان میں ٹھہرا جس کے ساتھ ایک قبر تھی۔ میں نے اس قبر سے آواز سنی کہ وہ صاحب کہہ رہا تھا کہ: ”بول وما بول شن وما شن“ یعنی پیشاب کیا ہی خطرناک ہے پیشاب۔ میں نے بڑھیا سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟۔ اس نے جواب دیا کہ یہ میرا خاوند تھا۔ یہ پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ میں اس کو کہتی تیرا ناس ہو کہ جب اونٹ بھی پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی (پیشاب سے بچنے کے لئے) ٹانگیں کشادہ کر لیتا ہے (تو کیوں نہیں بچتا) وہ پھر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اب مرنے کے دن سے لے کر آج تک یہی رٹ لگا تا رہتا ہے۔ بول وما بول شن وما شن۔ میں نے دریافت کیا کہ شن کیا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ ایک دفعہ ایک

پیاسا آدمی آیا اور اس نے اس سے پانی مانگا اس نے کہا کہ مشکیزے کی طرف جاؤ۔ وہ مشکیزے کے پاس گیا تو وہ بالکل خالی تھا۔ اس پر وہ آدمی گرا اور مر گیا۔ اس لئے وہ اسی دن سے یہ رٹ لگا رہا ہے کہ شن وماشن۔ میں نے واپس آکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ قصہ سنایا تو آپ نے تنہا سفر کرنے سے روک دیا۔ (شرح الصدور بحال الموتی والقبور ص ۷۶)

ناظرین کرام!

مندرجہ بالا روایات سے واضح ہوتا ہے کہ عذاب قبر کے باعث یہ امور ہیں۔ بوقت پیشاب ان کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا یا بغیر استنجا کے اٹھ کھڑا ہونا کہ کپڑا گندا ہو جائے۔ آج کل کی تہذیب کے دلدادہ لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ جو بوجہ انگریزی لباس (پینٹ وغیرہ) بیٹھ کر پیشاب نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ ان کی اس حالت زار پر نہایت افسوس ہے۔ کاش! کہ وہ لوگ اس طرف توجہ دیں۔ آخر ایک دن مر کر قبر میں داخل ہونا ہے۔ وہاں پھر یہ تہذیب' یہ آن بان' یہ عہدے اور گریڈ وغیرہ کچھ کام نہ آئیں گے۔ وہاں تو صرف اچھا کردار اور صحیح عقیدہ ہی کام آئے گا۔ اسی طرح غیبت' چغلی' دوسروں کی کردار کشی وتوہین وتذلیل وغیرہ امور بھی نہایت خطرناک ہیں۔ ان سب سے احتیاط از حد ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت ہشام بن عروہؒ اپنے والد عروہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان چل رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک قبرستان کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ ایک انسان ایک قبر سے باہر آیا جو آگ کی طرح دہک رہا ہے اور لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ اس نے پکار کر کہا کہ اے بندہ خدا مجھ پر کچھ پانی چھڑک دو۔ اے بندہ خدا مجھ پر پانی کے چند چھینٹے مار دو۔ اس کے بعد اسی جگہ سے ایک دوسرا آدمی نکلا وہ کہنے لگا اے بندہ خدا اس پر ہرگز پانی نہ چھڑکنا' ہرگز نہ چھڑکنا۔

یہ منظر دیکھ کر وہ سوار بے ہوش ہو گیا۔ اگلی صبح تک اس کی یہ حالت ہو گئی کہ دہشت کے مارے اس کے بال سفید ہو گئے۔ یہ واقعہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تو آپ نے (اتباع سنت میں) تنہا سفر کرنے سے منع کر دیا۔

خیانت کی سزا

حضرت ابو رافعؓ کا بیان ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ جنت البقیع (قبرستان مدینہ) کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا اف اف۔ میں نے خیال کیا کہ شاید مجھے کچھ اشارہ فرما رہے ہیں۔ لہٰذا میں نے عرض

کیا کہ اے خدا کے رسول ﷺ کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے ؟۔ فرمایا وہ کیا ؟۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے اف اف فرمایا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ صاحب قبر فلاں آدمی ہے۔ میں نے اسے فلاں قبیلہ سے صدقات وزکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا تھا۔ اس نے ایک زرہ رکھ لی تو اس کے بدلے اب اسے آگ کی زرہ پہنائی جارہی ہے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ !(رواہ احمد والنسائی والبیہقی وابن خزیمہ)

صحابیت بھی خیانت کاری میں موثر نہیں تو ہمارے شقی افعال اور لوگوں کی حق تلفیاں' تحفے' رشوتیں کیا کچھ رنگ لائیں گی۔

بے وضو نماز پڑھنے اور مظلوم کی امداد نہ کرنے کی سزا

حضرت عمرو بن شرجیلؒ کا بیان ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا۔ لوگوں کا گمان تھا کہ وہ شخص پرہیزگار ہے۔ دفن کرنے کے بعد اس کے پاس عذاب والے فرشتے آئے اور کہنے لگے کہ ہم تجھے عذاب الٰہی کے سو درے لگائیں گے۔ وہ کہنے لگا کہ تم مجھے کس عمل کے بدلے کوڑے لگاؤ گے۔ میں تو بڑی احتیاط کرتا تھا اور پرہیزگار تھا۔ پھر کہا گیا کہ چلو پچاس ہی سہی حتیٰ کہ بحث ہوتی ہوتی ایک کوڑے تک نوبت پہنچ گئی تو جب اسے ایک کوڑا مارا گیا تو قبر سے آگ بھڑک اٹھی اور وہ آدمی اس میں بھسم ہو گیا۔ پھر اسے دوبارہ حاضر کیا گیا تو کہنے لگا کہ تم مجھے کس جرم میں مارتے ہو تو وہ کہنے لگے کہ تو نے فلاں فلاں وقت بلا وضو نماز پڑھی تھی اور فلاں وقت تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا تو تو نے اس کی مدد نہ کی تھی۔ (اس کے بدلے میں تجھ پر سزا نافذ ہو رہی ہے۔)(ابن ابی شیبہ بحوالہ شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور للسیوطی ص۶۸ طبع مصر) العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ ! اللهم انی اعوذبك من غضبك وعذابك آمین!

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے بندوں میں ایک بندہ کے متعلق حکم الٰہی ہوا کہ اسے قبر میں سو کوڑے مارے جائیں۔ وہ خدا سے دعا و مناجات کرتا رہا حتیٰ کہ ایک کوڑے تک نوبت آپہنچی تو ایک کوڑا مارنے پر اس کی قبر آگ سے بھڑک اٹھی۔ کوڑا لگنے کے بعد جب اسے کچھ ہوش آیا تو اس نے پوچھا کہ تم مجھے کس بنا پر کوڑا مار رہے ہو تو مارنے والوں نے جواب دیا کہ تو نے ایک مرتبہ بے طہارت نماز پڑھی تھی اور ایک دفعہ تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تو تو نے اس کی کوئی مدد نہ کی تھی۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى وجنبنا ماتحب وترضى!

☆......☆......☆

قسط نمبر 8

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

شناخت مجدد

معیار ہفتم : قبولیت دعا

یہ بھی ایک آسان صورت ہے جس کی مدد سے مدعی مجددیت کو پرکھا جاسکتا ہے کہ اس کی دعائیں کس قدر قبول ہوئی ہیں؟۔ یعنی روحانیت کے لحاظ سے کیا مرتبہ رکھتا ہے؟۔

افسوس کہ مرزا قادیانی کی اکثر وبیشتر پیشگوئیاں غلط نکلیں اور جس معاملہ کو یا جس پیشگوئی کو انہوں نے اپنے صدق یا کذب کا معیار قرار دیا اس میں تو انہیں یقینا ناکامی ہوئی۔

ا.......... محمدی بیگم والی پیشگوئی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو میری موت آجائے گی اور یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ مقام عبرت ہے کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں بعارضہ اسہال مرگیا اور یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

۲.......... بشیر احمد اول کی ولادت سے قبل ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو مرزا قادیانی نے سبز اشتہار شائع کیا کہ خدا نے مجھے مطلع کیا ہے کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا.......... اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے.......... بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا کلمتہ اللہ ہے اور.......... وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء (یعنی اس فرزند کا نزول گویا خود خدا تعالیٰ کا نزول ہوگا) ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے......اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔“

(تبلیغ رسالت ص ۵۹، ۶۰ ج ۱، مجموعہ اشتہارات ص ۱۰۱ ج ۱)

ب.......... واضح ہو کہ اس زمانہ میں مرزا قادیانی کی دوسری بیوی (نصرت جہاں بیگم) حاملہ تھیں۔

ج.......... چند روز کے بعد بعض لوگوں نے جو قادیان کے باشندے تھے یہ مشہور کیا کہ ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گزرا ہے کہ مرزا قادیانی کے گھر میں لڑکا پیدا ہو چکا ہے۔ اس پر مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ”ہم اعلان کرتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰، ۲۲ سال سے زیادہ

ہے پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔“

(تبلیغ رسالت ج ا ص ۷۲ مجموعہ اشتہارات ص ۱۱۳ ج ۱)

و.........اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ نو سال کی مدت بہت طویل ہے۔ اس عرصہ دراز میں تو کوئی نہ کوئی لڑکا ضرور ہی پیدا ہو جائے گا اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ”آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا (یعنی نو ماہ سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ للراقم مضمون ہذا) اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔“

(تبلیغ رسالت ج ا ص ۷۵ مجموعہ اشتہارات ص ۱۱۷ ج ۱)

ہ.........خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ چند روز بعد یعنی مئی ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی پیشگوئی کو جھوٹا کر دکھایا۔ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام عصمت بی بی رکھا گیا اور وہ ۱۸۹۱ء میں فوت بھی ہو گئی: ”اس پر خوش اعتقادوں میں مایوسی اور بداعتقادوں اور دشمنوں میں ہنسی اور استہزاء کی ایک ایسی لہر اٹھی کہ جس نے ملک میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا......... حضور نے بذریعہ اشتہار اور خطوط اعلان فرمایا کہ وحی الٰہی میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس وقت جو بچہ کی امیدواری ہے تو یہی وہ پسر موعود ہوگا۔“

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۰۶ روایت نمبر ۱۱۶)

و.........ایک سال کے بعد مرزا قادیانی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جسے انہوں نے پسر موعود قرار دیا۔ چنانچہ اس کی ولادت کے موقع پر انہوں نے یہ اشتہار شائع کیا۔ ”اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی .... آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں رات ۱۲ بجے کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔“

(تبلیغ رسالت ج ا ص ۹۹، ۱۰۰ مجموعہ اشتہارات ص ۱۴۱ ج ۱)

ز......... لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ یہ مولود مسعود اور پسر موعود ایک ہی سال کے بعد والدین کو داغ مفارقت اور مسلمانوں کو درس عبرت دے کر بتاریخ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ ”بس پھر کیا تھا ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہو گیا.........اور یہ یقینی بات ہے کہ اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو (اس پیشگوئی کے غلط نکلنے سے راقم مضمون) ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے۔“

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۰۶ روایت نمبر ۱۱۶)

ح.........اگرچہ: ”حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے لوگوں کو سنبھالنے کے لئے اشتہاروں اور خطوط کی بھر مار کر دی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہی وہ لڑکا ہے...... لیکن اکثروں پر

مایوسی کا عالم تھا اور مخالفین میں تو پرلے درجے کے استہزاء کا جوش پایا جاتا تھا۔"

(سیرت المہدی ص ۱۰۶ حصہ اول روایت نمبر ۱۱۶)

نوٹ : ناظرین! اشتہار خوشخبری کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ چه دلاور است دزدے که بکف چراغ دارد!

ط۔........ اس کے بعد مرزا قادیانی نے پسر موعود کی آمد کا انتظار نہ خود کیا نہ لوگوں کو دعوت دی۔ "اس کے بعد پھر عامۃ الناس میں پسر موعود کی آمد آمد کا اس شدومد سے انتظار نہیں ہوا۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۰۷ روایت ۱۱۶)

ہمارے خیال میں حقیقت آشکار ہو جانے کے بعد اس انتظار کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی تھی

ی........... اب صرف ایک سوال باقی ہے وہ پسر موعود جس کے نزول کو خدا کا نزول قرار دیا گیا تھا کب آیا اور اگر نہیں آیا تو کب آئے گا۔ ہم لوگ اس کے منتظر رہیں یا نہ ؟۔

نوٹ : اس پسر موعود کی ایک شناخت الہام الٰہی میں یہ بتائی گئی تھی کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی کی بیوی کی روایت ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے :

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی کیسا اخفاء ہوتا ہے (غالباً اسی وجہ سے اکثر پیشگوئیاں صحیح نہیں نکلیں) پسر موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا مگر ہمارے موجودہ سارے لڑکے ہی کسی نہ کسی طرح تین کو چار کرنے والے ہیں۔ چنانچہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ میاں (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو تو حضرت صاحب نے اس طرح تین کو چار کرنے والا قرار دیا کہ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو بھی شمار کر لیا اور بشیر اول متوفی کو بھی۔ تمہیں (راقم الحروف) اس طرح پر کہ صرف زندہ لڑکے شمار کر لئے اور بشیر اول متوفی کو چھوڑ دیا۔ شریف احمد کو اس طرح پر قرار دیا کہ اپنی پہلی بیوی کے لڑکے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد چھوڑ دیئے اور میرے سارے لڑکے زندہ اور متوفی شمار کر لئے اور مبارک احمد کو اس طرح پر کہ میرے صرف زندہ لڑکے شمار کر لئے اور بشیر اول متوفی کو چھوڑ دیا۔

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۷۳ روایت نمبر ۹۲ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

ناظرین! دیکھا آپ نے تین کو چار کرنے والا چکر!

درد دل سے ٹوٹتا ہوں میرا کس کو درد ہے
ہوں یہی لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

کیا آپ کو اب بھی اس الہام کی صداقت میں کچھ شک ہے ؟۔ (نیز اس سے تو ہر لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوا۔ جس پسر موعود کو تین کو چار قرار دینے والا ہو گا بتایا اس کی خصوصیت نہ رہی۔ پھر الہام تین کو چار کرنے والا چہ معنی دارد)

۳............ اپنی عمر کے متعلق مرزا قادیانی نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ تیری عمر ۸۰ سال کی ہوگی۔ چند سال کم یا چند سال زیادہ۔ (سراج منیر ص ۹۷ 'خزائن ص ۸۱ ج ۱۲)

اس قسم کی گنجائش ہر جگہ نظر آتی ہے۔ سچ ہے کہ عقلمند آدمی DEFINTE نہیں ہوتا۔

لیکن مقام عبرت ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) کی عمر ۶۸ یا ۶۹ سال سے زیادہ نہیں ہوئی۔ حالانکہ وحی الٰہی کی رو سے کم از کم ۷۵ یا ۷۶ سال کی ہونی چاہئے تھی۔ ہمیں مرزا قادیانی کا سال ولادت اور سال وفات دونوں معلوم ہیں۔ اس لئے ہماری معلومات صحیح ہیں اور مرزا قادیانی کی پیشگوئی غلط ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ :"میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترہویں برس میں تھا۔"

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۴۶ 'خزائن حاشیہ ص ۱۷۷ ج ۱۳)

مرزا قادیانی کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ لہذا ان کی عمر ۶۸ یا ۶۹ سال سے زائد نہیں ہو سکتی۔

۴............ مرزا نے ۱۸۹۳ء میں ڈپٹی عبداللہ آتھم سے بمقام امرتسر مناظرہ کیا جو جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہے چونکہ مرزا قادیانی مسیحی مذہب سے کماحقہ واقف نہ تھے اس لئے دلائل کے لحاظ سے فریق ثانی پر غالب نہ آ سکے۔ مجبوراً جلسہ کے اختتام پر پیشگوئی کی کہ آتھم نے عمداً حق کو چھپایا ہے اس لئے پندرہ ماہ تک (دسمبر ۱۸۹۴ء تک) ہاویہ میں گرایا جائے گا لیکن خدا کی قدرت کہ آتھم کی وفات ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو ہوئی اور پیشگوئی غلط نکلی۔

۵............ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے لے کر دسمبر ۱۹۰۲ء تین سال کے اندر میری صداقت کے لئے خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی نشان ضرور ظاہر کرے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو میں اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہوں لیکن افسوس کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔

۶............ مرزا قادیانی نے طاعون کو اپنا تائیدی نشان قرار دیا تھا اور لکھا تھا کہ میرے مرید اس وبا سے محفوظ رہیں گے اور ایسا ہونا قرین مصلحت بھی تھا کیونکہ طاعون عذاب الٰہی تھا اور عذاب ہمیشہ منکرین پر نازل ہوتا ہے۔ لیکن مقام حیرت ہے کہ اس عذاب الٰہی نے رسول کے تخت گاہ قادیان کو بھی نہ چھوڑا اور منجملہ اور لوگوں کے ایڈیٹر اخبار بدر کا بھی اسی مرض میں انتقال ہوا۔

۷............ مرزا قادیانی نے (چشمہ معرفت ص ۳۲۱، خزائن ص ۳۳۶، ۳۳۲ ج ۲۳ حص) ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم کے متعلق لکھا: "ہاں! آخری دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی ہے جس نے میرے متعلق یہ پیشگوئی کی ہے کہ میں (مرزا قادیانی) اگست ۱۹۰۸ء تک مرجاؤں گا۔ میں اس کے مقابلہ میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر موصوف میری (مرزا قادیانی کی) زندگی میں مرجائے گا اور میں محفوظ رہوں گا۔" لیکن مقام عبرت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے سابق مرید کی پیشگوئی کے مطابق اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے فوت ہوگئے اور ڈاکٹر صاحب ۱۹۲۱ء تک زندہ رہے۔

۸............ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا جس کا نام مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ تھا اس میں مرزا قادیانی نے لکھا "یا اللہ! مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں در حقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے۔ اے اللہ! اگر میں ایسا ہی مفتری اور کذاب ہوں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ میرے متعلق اپنے اخبار میں لکھتے رہتے ہیں تو مجھ کو ان کی زندگی ہی میں ہلاک کردے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔"

(تبلیغ رسالت ص ۱۱۹ ج ۱۰، مجموعہ اشتہارات ص ۵۷۹ ج ۳ ملخص)

مرزا قادیانی کی یہ دعا جناب باری میں قبول ہوگئی اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ان کے صادق یا غیر صادق ہونے کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہوگیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ایک ہی دعا قبول ہوئی اور وہ بھی مرزا قادیانی کو کاذب قرار دے گئی۔

معیار ہشتم: مجدد دنیادار نہ ہو

آٹھواں معیار مجدد کی شناخت کا یہ ہے کہ اس کی زندگی علائق دنیوی سے یکسر پاک و صاف ہو یعنی اس کی زندگی ایسی بے لوث ہو کہ عیش پسندی، دنیا طلبی، تن آسانی اور خود بینی کا شائبہ بھی نہ پایا جائے۔ باہمہ ہو و لے بے ہمہ ہو، دنیا میں رہتا ہو مگر دنیاوی معاملات میں سروکار نہ رکھتا ہوں۔ اس کی توجہ تمام تر اصلاح امت پر مرکوز ہو۔ اس کے حاشیہ نشین لازمی طور سے اس کی شان استغناء کے معترف ہوں اور اس کی زندگی میں کوئی بات ایسی نظر نہ آئے جس کو وہ دنیا طلبی سے منسوب کرسکیں۔ مالی مناقشات سے اور روپے پیسے کے معاملات سے اس کا دامن یکسر پاک ہو۔ اس کی زندگی کا مطالعہ کرنے والے اس بات کا اقرار کریں کہ وہ زاہدانہ اور عابدانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ زخارف دنیوی کی اس کی نگاہ میں مطلق کوئی قدر و قیمت نہیں۔ وہ کوئی کام ایسا نہیں کرتا جسے جلب زر سے نسبت ہو۔

مجھے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں یہ رنگ نظر نہیں آتا اور دنیا طلبی کے

اعتراض سے ان کا دامن پاک نہیں ہے۔ جو لوگ ان کی خدمت میں رات دن باریاب تھے جن کے سامنے ان کی زندگی کے تمام پہلو موجود تھے ان کی شہادت مرزا قادیانی کے خلاف پائی جاتی ہے۔ جس کی تفصیل ذیل میں درج کرتا ہوں:

الف............ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم مرزا قادیانی کے مریدان باصفا میں سے تھے۔ جب انہوں نے مرزائیت سے توبہ کی تو لاہور میں اپنے ترک مرزائیت پر جو لیکچر انہوں نے دیئے ان میں لوگوں کو بتایا کہ میں مرزا قادیانی کی خدمت گزاری کو اپنی سعادت تصور کیا کرتا تھا۔ میرے سپرد ایک خاص خدمت یہ تھی کہ میں ہر ماہ ایک تولہ مشک خالص بہم پہنچایا کروں جو ساٹھ ستر روپے تولہ دستیاب ہوتی تھی اور حکیم نورالدین قادیانی کے مشورہ سے ایک یاقوتی تیار کیا کرتا تھا جسے مرزا قادیانی استعمال کیا کرتے تھے۔ بٹالہ سے روزانہ سوڈے کی بوتلیں اور برف مرزا قادیانی کے لئے جاتی تھیں۔ خورد و نوش میں بھی بہت تکلفات کو دخل تھا۔ ان چیزوں سے مریدوں کا بے دریغ روپیہ صرف ہوتا تھا۔ ایک دن جبکہ میں یاقوتی تیار کر رہا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی غذا تو بالکل سادہ ہوتی تھی۔ مرزا قادیانی دعویٰ تو فنافی الرسول ہونے کا کرتے ہیں لیکن تنعم دوستی کا یہ عالم ہے؟۔ جب میں نے اپنا یہ شبہ مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کیا تو پہلے انہوں نے نرمی سے سمجھایا آخر کار قطع تعلق تک نوبت پہنچی اور میں دوبارہ مسلمان ہو گیا۔

ممکن ہے قادیانی دوست اس جگہ یہ اعتراض پیش کریں کہ ڈاکٹر مذکور مرزا قادیانی کا دشمن تھا اس لئے اس کی گواہی لائق اعتبار نہیں لیکن اولاً یہ اس شخص کا بیان ہے جو عرصہ دراز تک مرزا قادیانی کا شریک جلوت و خلوت رہا۔ ثانیاً مرزا قادیانی کو ان کے ان اعتراضات کا جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔ ثالثاً یاقوتی مفرحات اور مشک و عنبر کے استعمال پر خود مرزا قادیانی کی تحریریں شاہد ہیں۔

۱............پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اس لئے پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں ارسال فرمادیں۔ آپ بے شک ایک تولہ مشک بہ قیمت خرید کر کے بذریعہ وی پی بھیج دیں۔

(خطوط امام بنام غلام ص ۲'۳'مکتوبات مرزا قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

۲............''مخدومی سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کل کی تاریخ عنبر بھی پہنچ گیا۔ آپ میری طرف سے اس مہربان دوست کی خدمت میں شکریہ ادا کر دیں جنہوں نے میری بیماری کا حال سن کر اپنی عنایت اور ہمدردی ظاہر کی۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۲۶ مکتوب نمبر ۷ ۱)

۳............''میں اس کو اپنے مولا کریم کے فضل سے اپنے لئے بے اندازہ فخر کا موجب سمجھتا ہوں کہ

حضور مرزا بھی اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا استعمال فرماتے تھے۔"

(خطوط امام بنام ص ۸ مجموعہ مکتوبات مرزا قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی)

۴........ "پرندوں کا گوشت آپ کو بہت مرغوب تھا۔ مرغ اور بٹیر کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ کباب پلاؤ' انڈے' فرینی اس وقت کہہ کر پکواتے تھے جب ضعف معلوم ہوتا تھا۔ میوہ جات بھی آپ کو پسند تھے۔ موجودہ زمانہ کے ایجادات برف سوڈا لیمنڈ بھی پی لیا کرتے تھے۔ بلکہ موسم گرما میں برف بھی امر تسر یا لاہور سے خود منگوالیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ملخص ص ۱۳۲ تا ۱۳۴' روایت نمبر ۴۴۴ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

ان شہادتوں کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے عائد کردہ الزامات یا اعتراضات بے اصل یا بے حقیقت نہیں کہے جاسکتے۔ فی الجملہ ڈاکٹر صاحب کو مرزا قادیانی کی زندگی میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کا رنگ نظر نہیں آیا۔ اس لئے وہ تائب ہو گئے۔

ب........ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مالی فتوحات کا تذکرہ اس پیرایہ میں کیا ہے کہ اس سے فخر و مباحات کی بو آتی ہے۔ گویا بارش سیم وزر بھی ان کی صداقت کا نشان تھا۔ یہ فخریہ ہم جیسے دنیاداروں کو زیب دے تو دے' اہل اللہ کو ہرگز زیب نہیں دیتا کیونکہ زخارف دنیوی کی ان کی نظر میں کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ ان کی بلا سے روپیہ آئے یا نہ آئے۔

اولیاء اللہ کو ہم سگان دنیا شروع سے نذر دیتے آئے ہیں لیکن ان خاصان خدا نے کبھی اس روپیہ کو ہاتھ نہیں لگایا اور نہ اس کو اپنی ذات پر استعمال کیا۔ سیدی و مولائی سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہیؒ کے یہاں بھی لنگر جاری تھا لیکن حضور نان جویں ہی پر قناعت فرماتے تھے۔ آپ نے کبھی مالی فتوحات کا تذکرہ نہیں فرمایا تھا۔ مرزا قادیانی کو تو وحی بھی منی آرڈروں کی ہوتی تھی۔

۱........ "منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھ سے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرمادیا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا اور یا اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز معہ عیال واطفال اور ساتھ اس کے کئی غربا اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں۔"

(حقیقت الوحی ص ۲۳۵' خزائن ص ۲۴۷ ج ۲۲)

۲........ "ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینہ میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی........ اس لئے دعا کی گئی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا

تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ (عام قاعدہ ہے کہ دن کے وقت جس بات کا تصور بندھا رہتا ہے رات کو خواب میں وہی چیز نظر آتی ہے۔ للراقم) میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی‘ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۳۲ ‘خزائن ص ۳۴۵، ۳۴۶ ج ۲۲)

۳............ ”(میں نے خواب میں دیکھا) والد صاحب کے فوت ہونے پر دوسرے یا تیسرے دن ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں دیکھی۔ اس نے کہا میرا نام رانی ہے۔ میں اس گھر کی وجاہت ہوں۔ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی۔“ (حیات النبی ج ۱ ص ۸۶)

۴............ ”ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ عبداللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اور بہت کچھ وید پر ختم کر بیٹھے ہیں اس الہام الٰہی کو ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ آج اگر یہ روپیہ نہ آیا تو میں حق پر نہیں۔ ان میں سے ایک ہندو بشن داس نام‘ قوم کا برہمن جو آج کل ایک جگہ پٹواری ہے بول اٹھا کہ میں اس بات کا امتحان کروں گا اور میں ڈاکخانہ میں جاؤں گا.. اسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ در حقیقت عبداللہ خان نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسماعیل خان میں ایکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۶۴ ‘خزائن ج ۲۲ ص ۲۷۵، ۲۷۶)

اس میں حیرت کی کیا بات ہے ہر شخص یہ کام کر سکتا ہے دو چار دن پہلے آپ کا دوست آپ کو مطلع کر سکتا ہے اور آپ اطمینان کے ساتھ پیشگوئی کر سکتے ہیں۔

۵............ ”ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا۔ بست و یک آئے ہیں اس میں شک نہیں.................. یہ روپیہ ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا۔ پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور آریوں کو گواہ بنانے کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۰۵ ‘خزائن ص ۳۱۸، ۳۱۹ ج ۲۲)

۶............ ”حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک عرب سوالی یہاں آیا۔ آپ نے اسے ایک معقول رقم دے دی۔ بعض نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا یہ (شخص) جہاں بھی جائے گا ہمارا ذکر کرے گا۔ خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لئے ہی کرے۔ مگر دور دراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔“

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ شمارہ ۱۰۳ ص ۹ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۵ء)

اسی کا نام شہرت پسندی ہے یہ بات خود بینی پر دلالت کرتی ہے اور اہل اللہ میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ اسی کو آج کل کی اصطلاح پروپیگنڈہ کہتے ہیں اور شرعی حیثیت سے ریاکاری اسی کا نام ہے۔

۷............ ”یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۳۳ ‘خزائن ص ۳۴۶ ج ۲۲)

نوٹ : نشانات کا سلسلہ ۴۰ سال کی عمر سے شروع ہوا اور حقیقت الوحی ۱۹۰۵ء میں لکھی تھی گویا ۲۵ سال میں ۵۰۰۰۰ نشان یعنی ایک سال میں دو ہزار نشان یعنی ایک دن میں چھ نشان۔ ناظرین کثرت نشانات پر متعجب ہوں۔ اثبات نبوت کے لئے خدا نے تین لاکھ نشان دکھائے۔ یعنی ۳۰ نشان روزانہ۔ (جب شاعری میں مبالغہ جائز ہے تو یہاں کیوں نہ ہو۔ الراقم)

۸............ ”میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور بباعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی............ اور مجھے دکھایا گیا اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت کے بننے کے لئے دعا کی ہے اور مغربی حصہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے............ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آگئے............ حالانکہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا۔“

(حقیقت الوحی ص ۹۷ ‘خزائن ص ۹۳ ج ۲۲)

(جب روپیہ پاس ہوتا ہے تو بعض اوقات محال بھی ممکن ہو جاتا ہے۔)

۹............ ”اوائل میں حضرت صاحب انٹر کلاس میں سفر کیا کرتے تھے اور اگر حضرت بیوی صاحبہ ساتھ ہوتی تھیں تو ان کو اور دیگر مستورات کے ساتھ تھرڈ کلاس میں بٹھا دیا کرتے تھے............ آخری سالوں میں حضور عموماً ایک سالم سیکنڈ کلاس کمرہ اپنے لئے ریزرو کرالیا کرتے تھے اور اسی میں حضرت بیوی صاحبہ اور بچوں کے ساتھ سفر فرماتے تھے اور حضور کے اصحاب دوسری گاڑی میں بیٹھتے تھے۔“ (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۰۱ روایت ۴۲)

نوٹ : ہر دانش مند آدمی ایسا ہی کرے گا جتنی چادر دیکھی اتنے ہی پاؤں پھیلاؤ۔

۱۰............ ”میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔“ (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۶۴‘۱۶۵ روایت ۱۵۷)

نوٹ : لیکن ۱۹۳۰ء کی مردم شماری کی رو سے قادیانیوں کی تعداد صرف ۵۶۰۰۰ ہے۔ خدا کو معلوم مرزا قادیانی نے ۴۰۰۰۰ نفوس کا اضافہ کس طرح فرما دیا؟۔

ج............ اب آسائش دنیوی کا خلاصہ سنئے :

”ہماری معاش اور آرام کا تمام دارومدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا.......... پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے.......... اسی (خدا تعالیٰ) نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو.......... اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے۔ حالانکہ میری آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں۔ اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجتے ہیں۔“ (حقیقت الوحی ص۲۱۱٬۲۱۲٬ خزائن ص۲۲۰٬۲۲۱ ج۲۲)

و.......... ”تیسری پیشگوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے سو اس قدر کثرت سے آئے کہ اگر ہر روز آمدن اور خاص وقتوں کے مجموعوں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک اس کی تعداد پہنچتی ہے.......... اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں جن کی کثرت کی خبر بھی قبل از وقت گمنامی کی حالت میں دی گئی تھی تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶۰٬ خزائن ص۷۷ ج۲۱)

نوٹ: ان تحریروں سے کس قدر پروپیگنڈے اور شہرت پسندی اور مبالغہ کی بو آتی ہے۔ مرزا قادیانی کی علمی زندگی ۱۸۸۳ء سے شروع ہوتی ہے اور ۱۹۰۸ء میں وفات ہوئی تو ۲۵ سال اگر مساوی بھی مان لئے جائیں تو روزانہ مہمانوں اور خطوط کا اوسط ایک ہزار پڑتا ہے۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ۱۸۹۰ء میں قادیان میں روزانہ ایک ہزار آدمی اور خطوط آتے تھے؟۔

آیئے اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمایئے:

”اور جس روز مسجد کے چندہ کے واسطے گجرات یا کڑیانوالے کی طرف جا رہے تھے اور جناب نواب خانصاب تحصیلدار کے تانگہ پر ہم تینوں سوار کوچوان اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب آگے تھے میں (سید سرور شاہ گیلانی) اور جناب (محمد علی لاہوری) پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو جب ہم اس سڑک پر پہنچے جو کہ کڑیانوالہ کی طرف جاتی ہے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ راستہ باتوں سے طے ہوا کرتا ہے اور میرا ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ میں اسے پیش کرتا ہوں آپ اس کا جواب دیں.......... صحیح اور یقینی مضمون اس کا یہ تھا کہ پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن (موٹا کپڑا) پہنتے

تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں کی عورتوں کو حاصل ہے اس کا تو عشر عشیر بھی باہر نہیں۔ حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے۔ لہٰذا تم جھوٹے ہو' جو جھوٹ بول کر اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکہ میں نہ آویں گی۔ پس اب وہ ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔

اس پر خواجہ صاحب نے خود ہی فرمایا تھا کہ ایک جواب تم لوگوں کو دیا کرتے ہو پر تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چل سکتا کیونکہ میں خود واقف ہوں اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا............

ان اعتراضات کے باعث مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ غضب خدا نازل ہو رہا ہے اور میں متواتر دعا میں مشغول تھا اور بار بار جناب الٰہی میں یہ عرض کرتا تھا کہ مولا کریم میں اس قسم کی باتوں کے خلاف ہوں میں اس مجلس سے بھی علیحدہ ہو جاتا مگر مجبور ہوں۔ پس تیرا غضب جو نازل ہو رہا ہے اس سے مجھے بچانا۔"

(کشف الاختلاف ص ۱۳ تا ۱۴ مؤلفہ سید سرور شاہ قادیانی)

ب............ "پھر جناب کو (محمد علی لاہوری) یاد ہوگا کہ جب میں نے (سید سرور شاہ قادیانی) جناب کو کہا تھا کہ آج مجھے پختہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشاء یہی ہے میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جائے گا۔ مگر یہ خواجہ وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں اور یہ سنا کر میں نے بوجہ محبت آپ کو (محمد علی) یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں شریک نہ ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت اقدس کی زیادہ ناراضگی کا موجب ہو۔"

(کشف الاختلاف ص ۱۴ مؤلفہ سید سرور شاہ قادیانی)

ج............ "اور خواجہ (کمال الدین) بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا اور یہ باتیں کر رہے تھے کہ دفعتاً آپ کی (محمد علی لاہوری) طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت صاحب ہمارے سپرد کر دیں............ آپ نے یہ کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز نہیں پیش کروں گا تو خواجہ صاحب نے یہ سنتے ہی آنکھیں سرخ کر لیں اور غصہ والی شکل اور غضب والے لہجہ سے کہنا شروع کیا۔ بولے کہ قومی خدمت ادا کرنے میں بڑے بڑے مشکلات پیش آیا کرتے ہیں۔ کبھی حوصلہ پست نہ کرنا

چاہئے اور یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کے لئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہوسکتے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں۔ آپ اچھے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذرہ سی بات کہتے ہیں کہ میں آئندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا تو میں کہتا ہوں کہ میں ضرور پیش کروں گا۔ اس پر آپ (محمد علی لاہوری) نے کہا میں ساتھ چلا جاؤں گا مگر بات نہیں کروں گا تو خواجہ صاحب نے کہا میں بھی ساتھ جانے کے لئے کہتا ہوں بات تو میں نہیں کراتا۔ بات تو میں خود کروں گا۔ غرض کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ ہی میں مالی اعتراض کا درس خواجہ صاحب نے ہی شروع کر دیا تھا۔“ (کشف الاختلاف ص۱۵، ۱۶ مؤلفہ سید سرور شاہ قادیانی)

و.......... ”باقی آپ (یعنی حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اول) سے (یعنی مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی) یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابتلاء اگر حضرت زندہ رہتے تو ان کے عہد میں بھی آتا کیونکہ یہ لوگ (یعنی خواجہ کمال الدین اور محمد علی لاہوری) اندر ہی اندر تیاری کر رہے تھے۔ چنانچہ نواب صاحب نے بتایا کہ ان سے انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) سے حساب لیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اپنی وفات سے پہلے جس دن وفات پائی اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ صاحب اور مولوی صاحب وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں۔ ان کو ایسا نہ کرنا چاہئے ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب محمد علی کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟ اور گھر میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں؟ ان کو اس روپیہ سے کیا تعلق؟ اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدن بند ہو جائے...... پھر خواجہ صاحب نے ایک ڈیپوٹیشن کے موقع پر جو عمارت مدرسہ کا چندہ لینے گیا تھا محمد علی لاہوری سے کہا کہ حضرت صاحب آپ تو خوب عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر بھی چندہ دو جس کا جواب محمد علی لاہوری نے یہ دیا کہ ہاں! اس کا تو انکار تو نہیں ہو سکتا مگر بشریت ہے کیا ضرور کہ ہم نبی کی بشریت کی پیروی کریں۔

میرا (میاں محمود احمد کا) ان باتوں کے لکھنے سے یہ مطلب ہے کہ یہ بات ابھی شروع نہیں ہوئی بلکہ

حضرت اقدس کے زمانہ سے ہے۔ وہ (مرزا قادیانی) لنگر کا چندہ اپنے پاس رکھتے تھے (لیکن آخر کار آپ نے وہ بھی ان خواجہ صاحب وغیرہ) کے حوالہ کیا۔ اب ان کو خیال سوجھا کہ چلو اور بھی سب کچھ چھینو۔ باقی رہا ان کا تقویٰ وہ تو ان کے بلوں اور بجٹوں سے بہت کچھ ظاہر ہو سکتا ہے کہ جس پر شور مچا رہے ہیں وہ کام روزمرہ خود کرتے ہیں۔"

(میاں محمود احمد کا خط بنام نورالدین مندرجہ حقیقت اختلاف ص ۵۲٬۵۳ مصنفہ محمد علی لاہوری)

".........." یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں یہ آخری فیصلہ تا ہوں۔ وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ سو ہر شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے...... اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا۔ اس کے بعد سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔"

(المشتہر مرزا قادیانی مسیح موعود از قادیان 'لوح الہدی اشتہار لنگر خانہ کے انتظام کے لئے' مجموعہ اشتہارات ص ۴۶۸٬۴۶۹ ج ۳)

بعض لوگوں نے جولیئس سیزر کی بیوی کے چال چلن پر کچھ شکوک وارد کئے۔ سیزر کے حکم سے ان اعتراضات کی تحقیقات کی گئی اور ثابت ہوا کہ وہ بے بنیاد تھے لیکن سیزر نے اپنی بیوی کو پھر بھی طلاق دے دی۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو اس نے نہایت متانت کے ساتھ جواب دیا:

"میرے جیسے عظیم الشان انسان کی بیوی کا چال چلن ایسا اعلیٰ ہونا چاہئے کہ کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت ہی نہ ہو۔" (جاری ہے!)

بقیہ قافلہ آخرت

رحلت پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی گئی۔

حافظ محمد یوسف عثمانی کے والد کا انتقال

۵ جون بروز بدھ کو حافظ محمد یوسف عثمانی رکن مرکزی مجلس شوریٰ کے والد بزرگوار مکرم محترم حافظ محمد اسماعیل صاحب اچانک انتقال فرما گئے۔ موصوف نماز ظہر کے لئے وضو کر رہے تھے کہ انہیں دل کا دورہ پڑا جس سے طبیعت سنبھل نہ سکی اور چند ہی لمحات میں حافظ صاحب موصوف اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون مرحوم بہت سی خوبیوں کا خزینہ تھے۔ اکابرین علماء دیوبند اور اکابرین ختم نبوت کے بے انتہا عقیدت مند تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور اپنی رحمت سے نوازیں۔ مجلس کے تمام رفقاء محترم عثمانی صاحب اور ان کے خاندان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور ان کے شریک غم ہیں۔

قسط نمبر ۲

حق نما

ردقادیانی

روئیداد جلسہ اسلامیہ لاہور

متعلقہ مناظرہ عالیجناب پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سجادہ نشین گولڑہ شریف

ودیگر علمائے عظام وصوفیا کرام پنجاب منجانب اہل اسلام

بمقابلہ مرزا غلام احمد قادیانی

منعقدہ جامع مسجد شاہی لاہور بتاریخ ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء

الحمدللّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین برحمتك یاارحم الرحمین!

ناظرین! ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کو مرزا غلام احمد قادیانی پر ایک مقدمہ فوجداری میں زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور بحیثیت ملزم تھا۔ اخیر تاریخ فیصلہ پر اس کو ایک متصل اقرار نامہ بوجہ بریت لکھنا پڑا جس کی پہلی تین شرطیں حسب ذیل تھیں:

۱............ وہ ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کرے گا جس کے یہ معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (مسلمان‘ ہندو‘ عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲............ وہ خدا کے پاس ایسی اپیل (دعا) کرنے سے اجتناب کرے گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یا یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳............ کسی چیز کو الہام بتاکر شائع کرنے سے مجتنب رہے گا جس کا یہ منشا ہو یا ایسا منشار کھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ (اقرار نامہ از مرزا قادیانی درعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جے ایم ڈوی گورداسپور مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء تفصیل کے لئے دیکھئے قادیانی مذہب ص ۵۵۰)

اس اقرار نامہ کے تحریر کردینے کے بعد چندروز تک بہ بتعیت اقرار نامہ مذکور مرزا قادیانی خاموش رہا

مگر اس کے پیروی کرنے اور بربناء اس کی خاموشی اختیار کرنے میں جب آمدنی اور چندہ پر ایک معتدبہ اثر پڑا اور الہامی یا قوتیوں کی تیاری میں فرق آیا اور پرانے رفیق منشی الٰہی بخش ‘۱ – منشی عبدالحق‘ حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دار نہر‘ فتح علی شاہ ۲ – ودیگر اچھے اچھے پیرو پھر گئے تو مرزا قادیانی کو ضرورت نفس نے مجبور کیا کہ پھر وہی پرانی طرز اختیار کرلی۔ تب اشتہارات منارۃ المسیح ‘معراج یوسفی‘ معیار الاخیار ‘نکالے مگر اس سے بھی مطلب بر آری نہ ہوئی تو سوچ کر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سجادہ نشین گولڑہ شریف اور دیگر ۸۶ معزز علمائے کرام وصوفیائے عظام کو بالخصوص اور باقی تمام علماء وصوفیاء پنجاب ہند کو بالعموم مباحثہ کے لئے مقام لاہور بمقابلہ خود دعوت دی (دیکھو مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳۲ تا ۳۴۱) اور ان الہامات سے کام لیا جن کے عدم شیوع کی نسبت وہ اقرار نامہ مذکور الصدر میں اقرار کرچکا تھا اور یہ چاہا کہ پیر صاحبؒ موصوف میرے مقابلہ میں مباحثہ تقریری و تحریری (تفسیر القرآن) کریں اور اپنے الہام آئے متعددہ سے جتایا تاکہ پیر صاحبؒ ایسا مباحثہ کرنے میں ناکام رہیں گے بلکہ یہاں تک تھا کہ وہ اس مباحثہ کے واسطے لاہور تک بھی نہیں آئیں گے اور اگر ایسا کریں گے تو میرا غالب ہونا مقصود نہ ہوگا۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے کہ :

”میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا کہ جبکہ مہر علی شاہ صاحبؒ بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفریں کریں کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحبؒ بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مومن مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل کے دشمن ہیں۔ اس لئے آسمان پر ان کی عزت نہیں ۳ – ۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳۰)

---

۱ – یہ مرزا قادیانی کے بست سالہ رفیق بااخلاص تھے جن سے مرزا قادیانی کو بہت کچھ مالی امداد ہوتی رہی۔

۲ – یہ وہی بزرگ ہیں کہ جن کی بیوی صاحبہ کو مرض لاحقہ سے شفاپانے کی بشارت الہامی طور پر دی گئی تھی۔ مگر ہوا برعکس اور طرفہ یہ ہوا کہ وہ تو مرچکیں اور مرزا قادیانی ان کی صحت کی خبر دریافت کرنے کا خط لکھ رہے ہیں۔ بے شک مرزا قادیانی کا کشف ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ۳ – واقع کی صریح حالت سے ظاہر ہوگیا کہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یعنی آسمان پر مرزا قادیانی کی عزت بالکل نہیں ؟۔ ورنہ دنیا میں ان کی ایسی بے عزتی نہ ہوتی اور پیر صاحبؒ کی عزت آسمان پر ہے کہ ان کی دعا قبول ہوئی اور مرزا قادیانی اپنے ہی اقوال سے بے عزت ہوا۔

گو یہ اشتہار سخت بے ادبانہ اور ناقابل خطاب اور صریحاً خلاف شرائط اقرار نامہ محررہ مذکورہ کے تھا جو کہ مرزا قادیانی نے اس خیال پر شائع کیا تھا کہ علماء ہندوستان وغیرہ تو مجھے فتویٰ کفر دے چکے ہیں اور پیر صاحب کبھی میرے مقابلہ میں آنے کی پرواہ نہیں کریں گے کیونکہ (صوفیا بحث مباحثہ سے کنارہ کش رہتے ہیں اور اپنا وقت ایسے جھگڑوں میں ضائع نہیں کرنا چاہتے) پس نہ تو مقابلہ ہوگا اور نہ بحث' بلکہ یوں ہی مفت کی شہرت سے میرا کام بن جائے گا مگر دقت یہ واقع ہوئی کہ پیر صاحب موصوف بنظر اس کے کہ مرزا قادیانی کو عوام الناس میں جھوٹی شیخی بگھارنے کا موقع نہ ملے بالمقابل اشتہار کے ذریعہ سے بوجہ ہمدردی اسلام مباحثہ کے لئے آمادہ ہوگئے اور حسب درخواست اس کے ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء تاریخ مباحثہ مقرر کی۔ چنانچہ تاریخ مذکور پر پیر صاحبؒ موصوف لاہور تشریف لے آئے۔ مرزا قادیانی کا اصلی منشاء تو صرف اپنی شہرت اور تشہیر کا تھا۔ بقول شاعر:

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام بھی اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

یہ مقصد تو اس ہتھکنڈے سے اچھی طرح حاصل ہو چکا تھا باقی رہا واقعی مقابلہ سو اس جاں گداز خیال مرزا قادیانی کو لاہور' دہلی' لدھیانہ وغیرہ مقامات ؎۱ کا وہ پرزور پردرد نظارہ کا سماں (جس میں اس کی خفت اور بے عزتی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہا تھا) دیکھا تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے لاہور تک آنا گوارا نہ کیا۔

پیر مہر علی شاہ صاحبؒ ۲۴ تاریخ سے ۲۹ اگست ۱۹۰۰ء برابر لاہور میں مقیم رہ کر مرزا قادیانی کی آمد کے منتظر رہے اور ہر دو وقت صبح سات بجے سے بارہ بجے دوپہر تک و نیز پانچ بجے سے سات بجے شام تک مجلس عام میں جس میں عموماً معززین اسلام و علماء کرام صدہا موجود ہوتے تھے' مرزا قادیانی کے عقائد کی تردید فرماتے رہے مگر مرزا قادیانی لاہور نہ آئے۔ ۲۴ تاریخ سے ۲۶ اگست کی شام تک انتظار کر کے جملہ سرکردگان اہل اسلام کی رائے سے تجویز ہوا کہ صبح ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء کو مسجد شاہی واقع لاہور میں ایک عام جلسہ منعقد کیا جائے اور اس میں جو کاروائی "من اولہ الیٰ اخرہ" "دوبارہ مباحثہ و مناظرہ مولانا المکرم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ و دیگر علماء عظام و صوفیائے کرام اور مرزا قادیانی کے مابین ہوئے ہیں ضبط تحریر میں لا کر پڑھی اور عوام الناس کو سنائی جائے اور آئندہ کے واسطے مرزائی حرکات کے متعلق مناسب تدابیر سوچی جائیں اور نیز جو صاحبان دور دراز مقامات سے تشریف لائے ہیں ان کا شکریہ بھی ادا کیا جائے۔ باوجودیکہ یہ تدبیر نہایت تنگ وقت پر سوچی گئی تھی اور رات کے آٹھ نو بجے

؎۱ ان مقامات کے واقعات پر ضرور نظر کر کے حالت معلوم کرنا چاہیے۔

ایک معمولی منادی کے ذریعہ سے شہر میں اطلاع دی گئی تھی تاہم تقریباً آٹھ دس ہزار آدمی مسجد مذکور الصدر میں جمع ہو گئے۔ جناب پیر مہر علی شاہ صاحبؒ و دیگر مشائخ کرام و علمائے عظام ساڑھے چھ بجے صبح کو تشریف لائے اور کاروائی جلسہ شروع ہوئی۔

۱............ سب سے اول مولوی محمد علی صاحب نے دوبارہ عقائد مرزا قادیانی کا وعظ فرمایا کہ یہ اس کے عقائد ہیں جو صریحاً مخالف قرآن کریم و سنت و اجماع امت ہیں۔

۲............ مولانا مولوی اے عبدالجبار صاحب بن مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم مغفور غزنوی ثم امرتسری نے وعظ فرمایا جس کا ماحصل یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے افعال و اقوال یہ تھے۔ پس جو شخص ان کے مطابق چلنے والا ہے وہ ان کا پیرو ہے اور جو شخص اس کا مخالف ہے وہ مرتد اور کافر ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے افعال و اقوال قطعاً مخالف سنت نبویہ و روش صحابہ کرامؓ ہیں۔ اس لئے اہل اسلام کو اس سے بچنا چاہیے۔

۳............ ابوالفیض مولانا محمد حسن صاحب مدرس دار العلوم نعمانیہ دربارہ غرض انعقاد جلسہ وکاروائی مباحثہ ایک تحریر پڑھی جس کا مضمون حسب ذیل ہے:

حضرات ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مطبوعہ چٹھی بصورت اشتہار مطبوعہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء مشتہرہ ۲۲ جولائی سنہ الیہ بذریعہ رجسٹری مخدومنا المعظم و مطاعنا المکرم عالیجناب حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے نام نامی پر بشمولیت دیگر علمائے کرام و مشائخ عظام اید ہم اللہ تعالیٰ و کثر ہم کے بھیجی جس کے پہلے دو صفحوں پر مرزا قادیانی نے اپنی عادت کے مطابق اپنے مرسل 'مامور من اللہ اور پھر مجدد 'مہدی' مسیح ہونے کے ثبوت میں خیال مخبوط خود دلائل پیش کئے اور عالیجناب حضرت پیر صاحب موصوف اور دیگر علماء و فضلاء اسلام کو لکھا کہ میرے دعاوی کی تردید میں کوئی دلیل اگر آپ کے پاس ہے تو کیوں پیش نہیں کرتے ہو۔ اس وقت میں مفاسد بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے مجھے مصلح کے عہدہ میں بھیجا گیا ہے۔ اخیر پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مہر علی شاہ صاحب اپنی جانب سے باز نہیں آتے۔ یعنی وہ میرے دعاوی کی تردید میں کوئی دلیل پیش کرتے ہیں اور نہ مجھے مسیح وغیرہ مانتے ہیں تو اس ضدیت کے رفع کرنے کے واسطے ایک طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرتا ہوں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ پیر صاحب میرے مقابلہ پر دارالسلطنت پنجاب لاہور میں چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں اور ان چالیس آیات قرآنی کا انتخاب بذریعہ قرعہ اندازی کر لیا جائے۔ یہ تفسیر فصیح عربی

اے حسب تجویز مرزا قادیانی بھی اس جلسہ کے مصنف مقرر ہوئے تھے۔

میں سات گھنٹوں کے اندر بیس ورق پر لکھی جائے اور میں (مرزا قادیانی) بھی ان ہی شرائط سے چالیس آیات کی تفسیر لکھوں گا۔ ہر دو تفسیریں تین ایسے علماء کی خدمت میں فیصلہ کے لئے پیش کی جائیں کہ جو فریقین سے ارادت اور عقیدت کا ربط و تعلق نہ رکھتے ہوں۔ ان علماء سے فیصلہ سنانے سے پہلے وہ مغلظ حلف لیا جائے جو قذف محصنات کے بارہ میں مذکور ہے۔ اس حلف کے بعد جو فیصلہ یہ ہر سہ علماء فریقین تفسیروں کی بابت صادر فرمائیں‘ وہ فریقین کو منظور ہوگا۔ ان ہر سہ علماء کو جو حکم تجویز ہوں گے فریقین کی تفسیروں کے متعلق یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ قرآن کریم کے معارف اور نکات کس کی تفسیر میں صحیح اور زیادہ ہیں اور عربی عبارت کس کی بامحاورہ اور فصیح ہے۔ اگر پیر صاحب خود یہ مقابلہ نہ کریں تو اور چالیس علماء مل کر میرے مقابلہ پر شرائط مذکورہ سے تفسیر لکھیں تو ان کی چالیس تفسیریں اور میری ایک تفسیر اس طرح تین علماء کو فیصلہ کے لئے دیجائے گی۔ (ملخص از مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۲۵‘۳۳۱)

مرزا قادیانی کی یہ چٹھی تو بارہ صفحہ کی ہے مگر اس کی دلخراش گالیاں‘ ناجائز‘ ناشروع‘ وبیہودہ‘ بدظنیوں کو حذف کر دیا جائے تو اس کا تمام ماحصل اور خلاصہ صرف یہی ہے جو اوپر کی چند سطروں میں لکھا گیا ہے۔ ہمیں نہ الہام کا دعویٰ ہے نہ وحی کا مگر بقیاس اس غالب مرزا قادیانی کا اس خط میں حضرت پیر صاحب کو علی الخصوص مخاطب کرنا دو وجہ سے تھا۔

اول: یہ کہ صوفیائے کرام کا طریق و مشرب مرنج و مرنجاں کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ گوشہ تنہائی میں عمر کا بسر کرنا غنیمت سمجھتے ہیں۔ کسی کی دل شکنی انہیں منظور نہیں ہوتی۔ پھر حضرت ممدوح کے دینی مشاغل اور مصروفیت سے بھی یہی قیاس ہو سکتا تھا کہ آپ عزلت نشینی اور للہی مصروفیت کو ہر طرح سے ترجیح دیں گے اور اس طریق فیصلہ کو جو حقیقتاً مرزا قادیانی کے دعاوی کی تصدیق کا فیصلہ ا؎ نہیں تھا‘ پسند نہیں فرمائیں گے جو ظاہر بینوں کی نظروں میں مرزا قادیانی کی کامیابی کا نشان ہوگا۔ نیز دوسرے علمائے کرام کے ساتھ تحریری معارضہ کو چالیس والی شرط کے ساتھ گانٹھنا یہی راز رکھتا تھا۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی چالیس سے کم علماء کے ساتھ کیوں ایسا تحریری مباحثہ نہیں کرتا؟۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کو جھوٹی شیخی اور بیہودہ تعلّی دکھانی مطلوب تھی۔ ورنہ اگر صرف تصدیق دعویٰ اور ہدایت علماء مقصود ہوتی تو اس خاکسار نے جو ۱۳ اگست ۱۹۰۰ء کو سراج الاخبار جہلم میں بہ تسلیم جملہ شرائط مرزا قادیانی کو میدان مباحثہ میں بلایا تھا اور بعد ازاں خط بھی ارسال کیا تھا اور صاف لکھا تھا کہ

ا؎ کیونکہ تفسیر دانی اور ادیب ہونے سے مہدویت ثابت نہیں ہوتی۔

مجھے بلاکم وکاست آپ کے جملہ شرائط منظور ہیں۔ آیئے جس صورت پر چاہیئے مقابلہ کر لیجئے۔اس کے جواب میں مرزا قادیانی ایسے بے خود ہوئے کہ اب تک کروٹ تک نہیں بدلی اور وہ مضمون ہی اڑا دیا اور وہ خط ہی غائب کر دیا۔

دوم : یہ کہ مرزا قادیانی حسب عادت مستمرہ خود اس لئے کہ فقط اس کو اپنی شہرت ہی مطلوب ہے ہمیشہ نامی اشخاص کے مقابلہ میں مباحثہ کا اشتہار دیا کرتا ہے اور اس طور پر دوسرے اشخاص کے مصارف سے اپنی شہرت کروالیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس چٹھی میں بھی حضرت صاحب موصوفؒ سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جوابی چٹھی کی پانچ ہزار کاپی چھپوا کر اس مباحثہ کی شہرت دور دراز ملکوں میں کرادیں اور یہ کا پیاں مختلف اطراف میں بھجوادیں۔ لیکن فخر الاصفیاوالعلماء حضرت پیر صاحبؒ نے ایسے نازک وقت میں کہ اسلام کو ایک خطرناک مصیبت کا سامنا تھا مرزا قادیانی کے مقابلہ میں آنے کو عزلت نشینی پر ترجیح دی اور حسب درخواست مرزا قادیانی کا جواب قبولیت دعوت بصورت اشتہار ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو طبع کرا کر بذریعہ رجسٹری بتاریخ ۴ اگست ۱۹۰۰ء کو ارسال فرمایا اور لکھ دیا کہ وہ خود ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو (اس لئے کہ مرزا قادیانی نے تقرر تاریخ کا اختیار حضرت پیر صاحبؒ کو دیا تھا) لاہور آجائیں گے آپ بھی تاریخ مقررہ پر تشریف لے آئیں۔ چونکہ مرزا قادیانی نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کی چٹھی میں طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرنے سے پہلے اپنی دعاوی پر کئی استدلال پیش کئے تھے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ : ”کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اور کسی زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے یا کسی آخری زمانہ میں جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوں گے اگر لکھا ہے تو کیوں ایسی حدیث پیش نہیں کرتے۔ ناحق نزول کے لفظ کے الٹے معنی کرتے ہیں۔” انا انزلناه فی لیلة القدر، “اور : ” ذکرارسولا ، “کا راز نہیں سمجھتے۔ میری مسیحیت اور مہدویت کا نشان ۱؎ رمضان میں کسوف اور خسوف کا ہونا دیکھ چکے ہیں پھر نہیں مانتے۔ صدی سے سترہ سال گزرے گئے ہیں پھر مجھے مجدد نہیں مانتے۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۲۶، ۳۲۷)

۱؎ اس جھوٹے نشان کی دھجیاں رسالہ شہادت آسمانی (مولفہ حضرت مونگیریؒ) میں ایسی اڑائی گئی ہیں کہ اس کا نشان بھی نہیں رہا۔ حضرات مرزائی حواس درست کر کے اسے دیکھیں۔ اول تو موضوع حدیث پیش کی پھر اس کے معنی ایسے غلط بیان کئے کہ کوئی ادنیٰ ذی علم بھی اس کی غلطی میں تامل نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ رمضان میں کسوف و خسوف کا اجتماع بہت ہوا ہے۔ اور علم ریاضی کی رو سے دورہ معینہ کے بعد ہوتا ہے اسے مہدی کی علامت بتانا اور ان کو اس میں دخل دینا جاہلوں کو فریب دینا ہے جو امور عادۃ اللہ کے بموجب ہوا کرتے ہیں وہ کسی کے دعویٰ کی وجہ سے نشان و علامت نہیں ہو سکتے۔

یہ تمام استدلال مرزا قادیانی نے اس طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرنے سے پہلے اسی چٹھی میں تحریر کئے ہیں اور صرف یہی ایک طریق فیصلہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر دو باتیں علیٰ الترتیب پیش کی ہیں اس لئے حضرت ممدوح نے بھی ہر دو طریق فیصلہ کو علی الترتیب ہی تسلیم کیا اور پسند فرمایا کہ مرزا قادیانی سے اس کے اپنے استدلات جو اس نے اپنی چٹھی میں تحریری فیصلہ سے پہلے پیش کئے ہیں سن لئے جائیں اور مسیح علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کی بابت حدیث بلکہ قرآن کریم کی قطعی الدلالت نص پیش کی جائے اور یہ بھی دریافت کر لیا جائے کہ اگر مسیح علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر جانا قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے۔ حدیث ہی کی جستجو کی جائے یا کیا؟ نیز سمجھ میں نہیں آتا کہ نزول کے وہ معنی جواب تک تیرہ سو سال سے مجتہدین اور محدثین بلکہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام نے نہیں سمجھا وہ کیا ہوں گے؟ اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ رمضان میں کسوف وخسوف جن تاریخوں پر ہوا ہے وہ کیونکر آپ کے مسیحیت کا نشان ہے؟۔ یہ سب امور احقاق حق کی غرض سے حضرت الممدوح (یعنی پیر صاحبؒ) مرزا قادیانی کی اپنی زبانی سننا ضروری خیال کرتے تھے اور بعد ازاں یہ قرارداد تھی کہ تحریری فیصلہ کی طرف رجوع کر لیا جائے اور مرزا قادیانی کی قرارداد و شرائط کے موافق تفسیر لکھی جائے۔

اس عرصہ میں آج تک مرزا قادیانی کی طرف سے کوئی جواب نہ نکلا۔ البتہ ان کے بعض حواریوں کی طرف سے اشتہارات نکلے اور شائع ہوئے کہ تقریری مباحثہ کی کوئی شرط نہیں تھی۔ لیکن ان تحریرات کو اس لئے بے معنی خیال کیا گیا تھا کہ خود مرزا قادیانی کے اپنے اشتہار مشتہرہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے ہر دو امور فیصلہ علی الترتیب مطلوب تھے اور پہلے ایک اشتہار میں مولوی محمد غازی صاحب نے صاف طور پر مرزائی جماعت کو مطلع کر دیا تھا کہ پیر صاحب صرف اس صورت میں قلم اٹھائیں گے یا کوئی مباحثہ کریں گے جبکہ بالمقابل مرزا قادیانی خود میدان میں آئے یا کچھ تحریر کرے ورنہ نہیں۔ پس حضرت پیر صاحب کی جوابی چٹھی مطبوعہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء خاص مرزا قادیانی کے نام پر تھی۔ بصورت انکار مرزا قادیانی کو بذات خود جواب دینا چاہئے تھا لیکن اس نے باوجود انقضائے عرصہ مزید ایک ماہ کے کوئی انکار شائع نہیں کرایا بلکہ اپنے طریق عمل سے یہ تسلیم کر لیا کہ وہ اس امر پر راضی ہے کہ ہر دو طرح سے مباحثہ ہو جائے۔

اس کے بعد حافظ محمد الدین صاحب تاجر کتب مالک و مہتمم کارخانہ مصطفائی پریس لاہور نے ایک ضروری چٹھی رجسٹری شدہ مرزا قادیانی کے سکوت پر چھاپ کر خاص مرزا قادیانی کے نام بھیجی اور عام تشہیر بھی کی۔ اس کا بھی کچھ جواب نہ آنے پر پھر انہوں نے رجسٹری شدہ چٹھی نمبر(۲) اور چھاپ کر مرزا قادیانی کو روانہ کی اور عام تقسیم کر دی مگر مرزا قادیانی کو کہاں ہوش وتاب کہ کچھ جواب دیتا۔

تاہم اس کار ہا سا عذر رفع کرنے کے لئے حکیم سلطان محمود صاحب ساکن حال پنڈی نے (جس کی طرف سے پہلے بھی متعلق مباحثہ کئی ایک اشتہارات شائع ہوئے تھے) ایک مطبوعہ اشتہار بذریعہ جوابی رجسٹری مرزا قادیانی کے پاس ارسال کیا جس کا آخری مضمون یہ تھا کہ اگر مرزا قادیانی کی علمی و عملی کمزوریاں اس کو اپنی من گھڑت شرائط کے احاطہ سے باہر نہیں نکلنے دیتیں اور اسے ضد ہے کہ ان ہمارے ہی پیش کردہ شرائط کو تسلیم کرو تو ہم بحث کریں گے ورنہ نہیں۔ تو خیر ا؎ لو یہ بھی سہی۔ پیر صاحب تمہاری پیش کردہ شرطیں بعینہ جس طرح سے تم نے پیش کی ہیں منظور کر کے تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم مقررہ تاریخ یعنی ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور آجاؤ۔

یہ اعلان عام طور پر مشتہر کیا گیا۔ علاوہ اس اعلان کے جناب پیر صاحب بنظر تاکید مزید حافظ محمد الدین صاحب مالک مطبع مصطفائی لاہور کو بھی ایما فرمادیا کہ ہماری طرف سے مرزا قادیانی کے تمام ۲؎ شرائط کی منظوری کا اعلان کردو۔ چنانچہ حافظ صاحب نے بذریعہ اشتہار مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء مشتہر کردیا کہ آج بروز جمعہ چار بجے شام کی ٹرین میں بوجہ ہمدردی اسلام پیر صاحب ‘مرزا قادیانی کی تمام شرائط منظور کر کے لاہور تشریف فرما ہوں گے اور محمڈن ہال انجمن اسلامیہ واقع موچی دروازہ لاہور میں بغرض انتظار مرزا قادیانی قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ وہ اسی شام کی گاڑی میں مع دو تین سو علماء و مشائخ وغیرہ ہمراہیاں لاہور تشریف لائے۔

حضرت ممدوح کی زیارت واستقبال کے لئے اس شوق اور ولولہ سے لوگ گئے کہ اسٹیشن لاہور اور بادامی باغ پر شانہ سے شانہ چھلتا تھا۔ شوق دیدار سے لوگ دوڑتے اور ایک دوسرے پر گرتے چلے جاتے تھے۔ حضرت ممدوح اسٹیشن سے باہر ایک باغ میں چند منٹ تک استراحت کر کے محمڈن ہال موچی دروازہ میں مقیم ہوئے۔ لاہور کے علماء کرام جو آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے آپ کے ساتھ شامل ہوگئے۔ نیز اور بھی علماء و مشائخ و معززین اسلام اضلاع پشاور‘ پنڈی‘ جہلم‘ سیالکوٹ‘ ملتان‘ ڈیرہ جات‘ شاہ پور‘ گجرات‘ گوجرانوالہ‘ امرتسر وغیرہ مقامات سے بغرض شمولیت مجلس مناظرہ مصارف کثیرہ کے متحمل ہو کر آپہنچے۔ مرزا قادیانی کے لاہوری پیروں نے مرزا قادیانی

ا؎ مرزا قادیانی کی تو اب ہر طرف سے لونڈی کسی گئی۔ جماعت مرزائیہ آنکھیں کھول کر دیکھے۔ اب دیکھئے کس طرف نکلتے ہیں‘ بے حیاباش‘ آنچہ خواہی کن کو پڑھے اور جاگئے۔

۲؎ مرزا قادیانی کا یہ عذر اب قابل سماعت نہ ہوگا کہ پیر صاحب نے خود مجھے یہ کیوں نہ لکھا کہ ہم صرف تفسیر لکھنے کے واسطے لاہور آنے کو تیار ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی خاموش اگر خود جواب کا خواہاں ہوتا تو پیر صاحب اس صورت میں اس کو فوراً جواب تحریر فرماتے مگر اس وقت تو وہ ایسا دم بخود تھا کہ پناہ خدا۔

کے نام خطوط ٹیلی گرام اور ضروری قاصد روانہ کئے۔ بلکہ بعض گرم جوش چیلے نہایت مضطرب حالت میں قادیان پہنچے اور ہر چند اپنے پیر و مرشد مرزا قادیانی کو لاہور لانے کے لئے منت و سماجت کی' پاؤں پڑے' مگر مرزا قادیانی کی دلی کمزوری نے اسکو اپنے فدائی پیروؤں کی درخواست منظور کرنے کی طرف مائل نہ کیا اور وہ اپنے بیت الفکر ہی میں داخل دفتر رہا۔

حضرت پیر صاحب ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء سے آج تک لاہور میں رونق افروز ہیں اور مرزا قادیانی کا ہر ایک ٹرین میں بڑے شوق سے اس وقت تک انتظار ہو رہا ہے مگر ادھر سے صدائے برنخواست کا معاملہ ہوا۔ یہ حقیقت میں خود مرزا قادیانی کے اپنے قول کے مطابق ایک ایسی عظمت و جلال کا کھلا کھلا نشان تھا جس نے مرزا قادیانی کی جھوٹی اور بے جا شیخی کو کچل ڈالا اور آپ کے حواس کی وہ درگت ہوئی کہ مقابلہ و مباحثہ لاہور تو در کنار آپ کو سوائے اپنے بیت الفکر کے تمام دنیا مافیہا کی خبر نہ رہی ا؎ اور :" وقذف فی قلوبہم الرعب بما کفروا۔ سورۃ احزاب ۲۶" کا مضمون دوبارہ دنیا کے صفحہ پر معرض ظہور میں آیا۔ بر خلاف اس کے حضور پر نور پیر صاحب ممدوح کے دست مبارک پر خداوند نے وہ نشان ظاہر کر دیا جس کا آیت :" ولو کان حقاً علینا نصر المومنین۔ سورۃ روم ۴۷" میں وعدہ دیا گیا تھا۔ خداوند عالم نے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس اور بابرکت ذات پر نبوت و رسالت کے تمام مدارج ختم کر دیئے ہیں جس طرح پہلے سینکڑوں جھوٹے رسولوں کو غیرت الٰہی اور خود ان کے اپنے کفر و غرور نے انہیں ذلیل و خوار کر دیا تھا۔ ایسا ہی اسے مرزا قادیانی کی جھوٹی مہدویت و رسالت' مسیحیت کا خاتمہ کر دیا اور آج دنیا پر بخوبی روشن ہو گیا کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے مخصوصہ مناصب اور مفوضہ مراتب کے اندر بے جا مداخلت کرنے والا اسی طرح سے علیٰ رؤس الاشہاد و سیاہ ہوتا ہے اور اپنے ہاتھوں خود ذبح ہو جاتا ہے۔ کیا غور و عبرت کا مقام نہیں ہے ؟ خوب دیکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے بلا کسی تحریک کے خود بخود حضرت پیر صاحب اور نیز ہند و پنجاب کے تمام مسلم الثبوت مشائخ و علماء کو تحریری و تقریری مباحثہ کی دعوت کا وہ اعلان کیا جس کی ہزار ہا کاپیاں ہند و پنجاب کے تمام اضلاع و اطراف میں مرزا قادیانی نے خود تقسیم کیں اور اپنی عربی اور قرآن دانی میں وہ لاف زنی کی کہ جس کا وہ خواب میں بھی خیال کرنے کا مستحق نہیں تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے لکھا کہ :"اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو پھر میں (یعنی مرزا) جھوٹا سمجھا جاؤں۔"(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳۱)

ا؎ یہ ہے ہیبت الٰہی اور اہل حق کا رعب جو مخالفین حق کے دل پر منجانب اللہ پڑتا ہے اور خوف سے اس کا دل کانپ جاتا ہے۔ ہیبت حق است این از خلق نیست ہیبت حق جز بصاحب دلق نیست۔

اس شدومد کے اشتہار کے بعد جب اس کو پیر صاحب نے مع دیگر علمائے کرام منظوری شرائط لاہور میں طلب کیا تو مرزا قادیانی کی طرف سے سوائے بزدلانہ گریز ا؎ کے اور کوئی کاروائی ظہور میں نہ آئی۔ سخت افسوس کا موقع ہے کہ مرزا قادیانی کے مریدین مرزا قادیانی کے اس اعلانیہ جھوٹ کو ملاحظہ کریں انہیں دنوں میں جبکہ پیر صاحب خاص لاہور میں سینکڑوں علماء و فقرا اور ہزاروں مریدوں کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ اس مضمون کے اشتہارات شائع کر رہے ہیں کہ پیر صاحب مباحثہ سے بھاگ گئے ۲؎ اور شرائط سے انکار کر گئے۔

سبحان اللہ! ڈھٹائی اور بے شرمی ہو تو ایسی کہ دروغ گویند بر روئے ما۔ اس موقع پر مرزا قادیانی کی مسیحی

ا؎ مرزا قادیانی خاموش۔ قادیانی کے حواریوں کے حوصلہ و مشورہ سے تقریر پر ناجائز حجت کرا کے مباحثہ سے جان چھوڑانی چاہی تھی مگر پیر صاحب کی طرف سے جب یہ عذر بھی دفع ہو گیا اور وہ حسب وعدہ مباحثہ کے واسطے لاہور تشریف لے آئے تو مرزا قادیانی بالکل دم بخود ہو گیا۔ حضرت پیر صاحب نے چھ روز برابر مرزا قادیانی کا لاہور میں انتظار کیا مگر مرزا قادیانی اپنے آستانہ سے باہر نہ نکلا اور آخر پیر صاحب فتح و نصرت اسلامی کے ساتھ واپس تشریف لے گئے۔ تب بعد روانگی پیر صاحب کے کچھ حواس قائم ہوئے تو ایک دو اشتہار طبع کرا کے اپنے الہامی خدا کے عہد خلاف اپنی عجز و ناتوانی یوں ظاہر کی کہ :"میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر مجھے معلوم ہوا کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ہمراہ ہیں اور ایسے ہی لاہور کے بھی۔ بس اس فتنہ اور اشتعال کے وقت بجز لاہور کے رئیسوں کی پوری طور کی ذمہ داری کے میرا لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم رکھنا ہے۔"(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۵۴) تقریر کا عذر رفع ہونے پر اب معززین اسلام کی تشریف آوری پر اس بے جا حیلہ سے قادیانی اور چا چلا کیا پہلے اس کے الہامی خدا نے یہ خبر نہ دی تھی پس ان حیلہ سازیوں سے بجز رسوائی کے اب اسے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

۲؎ اس کی تصدیق بغیر دیکھے وہ حضرات بخوبی کر سکتے ہیں جو مونگیر کے مناظرہ میں شریک تھے۔ کیونکہ جو اہل علم مرزائیوں کے متعدد مناظروں میں شریک رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس قدر ناکامی اور ذلت مرزائیوں کو مونگیر کے مناظرہ میں ہوئی کہیں نہیں ہوئی مگر مرزائیوں نے اس کی کیفیت چھاپی ہے۔ اس کے ٹائٹل پر فتح عظیم لکھا ہے۔ اسی طرح جب لدھیانہ میں قاسم علی مرزائی کو شکست فاش ہوئی اور موافق شرط کے حکم نے تین سو روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحبؒ کو دلوایا مگر اس کے بعد ایک مرزائی کا اشتہار نکلا جس کے عنوان پر موٹے قلم سے لکھا تھا" فتح روحانی" اس کذابی اور بے شرمی کا کیا ٹھکانہ ہے۔

تعلیم پر سخت افسوس آتا ہے کہ کیا امام زمان کے تعلیم کا یہی اثر ہونا چاہئے کہ ایسا سفید جھوٹ لکھ کر مشتہر کیا جائے اور زیادہ افسوس اس پر ہے کہ ہندو اخبارات بھی مرزائیوں کی اس ناشائستہ حرکت پر نفرین کر رہے اور ہنسی اڑا رہے ہیں۔ میں از جانب اہالیان جلسہ جن کی تعداد کئی ہزار ہے اور پنجاب کے مختلف اضلاع کے رہنے والے ہیں اس امر کا صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ پیر صاحب نے مع ان علمائے کرام و مشائخ عظام کے جو آپ کے ساتھ شامل ہیں۔ اسلام کی ایک بے بہا خدمت کی ہے اور مسلمانوں کو بے انتہا مشکور فرمایا ہے اور ہزار ہزار شکر ہے کہ آئندہ کو بہت سے مسلمان بھائی مرزا قادیانی کے اس سلسلہ حرکات سے ان کے دام تزویر میں گرفتار ہونے سے بچ گئے۔ (الیٰ آخرہ)

آخر میں مولانا صاحب نے ایک پرزور تقریر میں بالتفصیل یہ بھی بیان کیا جو بوجہ طوالت یہاں درج نہیں ہو سکا جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی دنیا میں مرزا قادیانی جیسے بلکہ اس سے بڑھ کر جھوٹے نبی اور مہدی بننے کا دعویٰ کرنے والے ہیں پیدا ہو کر اور اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔[1]

۴............ اس کے بعد مولوی تاج الدین احمد جوہر مختار چیف کورٹ پنجاب اور سیکرٹری انجمن نعمانیہ نے مولانا مولوی محمد حسن صاحب کی تائید کی اور مرزا قادیانی کے چند اشتہارات اور ان کے اس قسم کی کارروائیوں پر نہایت تہذیب اور شائستگی سے نکتہ چینی کی۔

۵............ بعد ازاں جناب حضرت مولانا ابو سعد محمد عبدالخالق صاحب سجادہ نشین جہان خیلان شریف نے مرزا قادیانی اور اس کے بیہودہ کارروائیوں کی نسبت چند ریمارکس دیئے۔

۶............ پھر ایک نابینا حافظ صاحب نے جو اپنے آپ کو (ظریف) متخلص کرتے تھے ایک ظریفانہ نظم پڑھی جس کی نسبت حضرت ابو سعد محمد عبدالخالق صاحب موصوف نے فوراً کھڑے ہو کر فرمایا! یہ ظریفانہ نظمیں پڑھنے کا موقع نہیں ہے بلکہ یہاں تو اقوال فیصل اہل الرائے علمائے کرام کے بکار ہیں۔

۷............ اس کے بعد ابوالوفا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری (شیر پنجاب سرکوب بدزباناں مرد

۱؎ مثل مسیلمہ کذاب و سجاح و عنسی و محمد بن تومرت و غیرھم سرزمین عرب میں اور سید محمد جونپوری ہندوستان میں نویں صدی کے اخیر میں جس کے قدم بقدم مرزا قادیانی نے نبوت کاذبہ میں شاگردی کی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بیٹے کا نام بھی اس کے بیٹے کے نام پر محمود رکھا۔ (دیکھئے کتاب ہدیہ مہدویہ مطبوعہ نظامی)

میدان 'فاتح قادیان) مرزا قادیانی کی تمام پیشین گوئیوں کے غلط ثابت ہونے کی نسبت زبردست دلائل بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ ایسے شخص کو مخاطب کرنا اس کی کسی تحریر کا جواب دینا بھی گویا علمائے کرام کی ہتک اور ان کے شان سے بعید ہے۔ اعجاز المسیح وغیرہ کے جواب نہ لکھے جانے کی وجہ آنکھیں کھول کر ملاحظہ کی جائے۔

۸............مولانا حافظ مولوی سید جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین نے عقائد مرزا قادیانی کے متعلق تردیداًاور کچھ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب کی تشریف آوری کی نسبت تائیداً نہایت عمدگی سے بیان فرمایا

۹............ان کے بعد جناب مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب[۱] پروفیسر اورینٹل کالج و سپرنٹنڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور نے چند آیات قرآن کریم واحادیث نبویہ اور نیز دلائل عقلیہ سے مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ کی سخت تردید فرمائی۔

۱۰............اس کے بعد مولوی احمد الدین صاحب ساکن موضع بادشاہان ضلع جہلم نے مرزائی خیالات کی تردید میں ایک موثر وعظ فرمایا۔

اور آخر میں حضرت پیر صاحب نے دعا خیر کی اور تمام حاضرین جلسہ نے آمین کے نعرے بلند کئے۔

---

[۱] یہ بزرگ اور مولانا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی جنہوں نے نمبر ۲ پر جلسہ ہذا کے وعظ فرمایا ہے وہی علماء کرام ہیں جو اس مباحثہ کے واسطے حسب تجویز مرزا قادیانی 'منظور پیر صاحب کے حکم یعنی مصنف قرار پاچکے تھے۔ تیسرے صاحب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب شملہ تشریف لے گئے۔ اس لئے وہ شریک جلسہ نہ ہو سکے۔ (جاری ہے!)

مکتبہ ختم نبوت کا قیام

جس میں ختم نبوت کے عنوان پر کام کرنے والے تمام اداروں کی جملہ مطبوعات سمیت مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام و مشائخ عظام کی رد قادیانیت پر مشتمل تصنیفات کے علاوہ قرآن پاک مترجم تفسیر 'کتب حدیث بازار سے بارعایت دستیاب ہیں۔ دینی مدارس اور طلباء کے لئے خصوصی رعایت ہے۔

پروپرائٹر: قاری عمر حیات

ایڈریس: 38 غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

جماعتی سرگرمیاں

اداره

مرکزی مبلغین کا تبلیغی دورہ گوجرانوالہ

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مرکزی خازن و مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب' حضرت مولانا خدا بخش صاحب' حضرت مولانا فقیر اللہ اختر صاحب اور حضرت الحاج مولانا حافظ محمد ثاقب صاحب نے ضلع گوجرانوالہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دوران ضلع کے مختلف مقامات پر ختم نبوت کانفرنسوں' اجتماعات اور تقریبات سے خطاب کیا۔ مرکزی جامع مسجد علی پور چٹھہ' جامع مسجد عثمانیہ کوٹ ھرا' عید گاہ' مدنی مسجد' نوشہرہ ورکاں' جامع مسجد عثمانیہ عرف دارے والی' تلونڈی موسیٰ خان' المرکز' فاروق اعظم' وڈالہ سندھواں' مسجد اقدس' مسلم روڈ محلہ نتھے والا' جامع مسجد عثمانیہ' پونڈانوالہ' فضل مسجد فیروز والا روڈ' جامع مسجد توحیدیہ' نوشہرہ سانسی' مسجد ختم نبوت' ابوبکر ٹاؤن' مرکزی جامع مسجد وزیر آباد اور مرکزی جامع مسجد کامونکی میں انہوں نے مختلف اجتماعات میں خطاب کرتے ہوئے موجودہ حکومت کی مرزائیت نوازی' مرزائیت کی دہشت گردانہ سرگرمیوں' مرزائیوں کے باطل عقائد اور اتحاد امت مسلمہ پر روشنی ڈالی' ان اجتماعات سے مختلف مقامات پر مولانا افضال الحق کھٹانہ' مولانا محمد اقبال نعمانی' مولانا محمد قاسم' مولانا عبدالحمید وٹو' مولانا امان اللہ' عثمان برادران' علامہ احسان اللہ فاروقی' مولانا عبدالواحد رسولنگری' مولانا استاد محمد عارف' محمد نسیم اصغر قاضی' مولانا قاری عطاء الرحمٰن عابد' محمد ابوبکر صدیق اشرف' مولانا قاری منیر احمد قادری' مولانا حافظ گلزار احمد آزاد' مولانا محمد اسماعیل محمدی' مولانا قاری احمد اللہ گورمانی نے بھی خطابات فرمائے۔ تمام پروگرام نہایت کامیاب اور موثر رہے اور ووٹرز فارم سے بیان حلفی ختم نبوت کے حذف کے حوالہ سے عوام الناس کی کافی ذہن سازی ہوئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا ہے کہ پاکستان میں امریکی مداخلت کے بعد قادیانیوں کی سرگرمیوں میں خوفناک حد تک اضافہ ہوا ہے اور حکومتی ایوانوں میں موجود قادیانی اور ان کے سرپرست پاکستان کے اسلامی تشخص کے خاتمہ اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کے درجہ سے خارج کروانے کے لئے خوفناک سازشیں کر رہے ہیں۔ ووٹرز فارم سے عقیدہ ختم نبوت کے اقرار کے بیان حلفی کو سازش سے ہی حذف

کیا گیا ہے اور حکومت اور دینی طبقہ کو لڑانے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکزی جامع مسجد علی پور چٹھہ میں عوام کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجتماع سے مولانا محمد اقبال نعمانی' حافظ محمد ثاقب اور مولانا فقیر اللہ اختر نے بھی خطاب کیا۔ بعد ازاں مولانا اللہ وسایا نے ٹیپو سلطان شہید ختم نبوت کانفرنس کوٹ ھرا سے خطاب کیا۔ کانفرنس سے حافظ محمد ثاقب' مولانا افضال الحق کھٹانہ' مولانا محمد قاسم' مولانا فقیر اللہ اختر اور ماسٹر ذوالفقار علی نے خطاب کیا۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ مرزائیت ہمیشہ انگریز کی گود میں بیٹھ کر مسلمانوں کے عقائد پر ڈاکہ ڈالتی رہی ہے اور اب بھی اس نے یہی ذریعہ اختیار کیا ہے۔ مرزائیوں کو بھول ہے کہ وہ امریکی و یورپی پشت پناہی اور اپنے پاکستانی حواریوں کی سرپرستی میں مسلمانوں کے عقائد بگاڑ سکتے ہیں۔ مسلمان بیدار ہیں اور وہ ناموس رسالت کا تحفظ کرنا جانتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر نے موضع دولم کاہلواں چونڈہ تحصیل پسرور میں جامع مسجد ایمن آباد' جامع مسجد رشیدیہ عرفات کالونی' جامع مسجد رحمانیہ محلہ اسلام پورہ' جامع مسجد صدیقیہ گل روڈ' جامع مسجد بر نے والی سید نگری بازار گوجرانوالہ میں جہاد اور قادیانیت کے موضوع پر خطاب کیا اور قادیانیوں اور حکومت کی قادیانیت نواز تازہ ترین سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔

مولانا محمد طیب فاروقی کا دورہ جہلم و گجرات

حکومت اپنے غیر مسلم بیرونی آقاؤں کے دباؤ میں آکر غداران ملک و ملت منکرین ختم نبوت مرزائیت نوازی سے باز رہتے ہوئے آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کو غیر موثر کرنے ووٹر فارم سے حلفیہ بیان کو ختم کرنے' گستاخ رسول کی سزا سزائے موت کو ختم کرنے یا غیر موثر کرنے سے باز رہے اور یہ حکومت کے حق میں ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد طیب فاروقی نے ضلع گجرات اور ضلع جہلم کے تبلیغی دورے کے بعد یہاں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ مزید کہا کہ اگر حکومت نے ۷۳ء کے آئین اور ۷۴ء کی ترامیم اور ۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ اور گستاخ رسول کی سزائے موت ختم کرنے کے جیسے اقدامات حکومت کے زوال اور قادیانیت کے خاتمے کا حتمی سبب بنیں گے۔

مولانا فاروقی مختلف علاقوں سے آئے ہوئے وفود سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے اس طرح حماقت کی تو پھر ہم عاشقان مصطفیٰ ﷺ گلی کوچوں میں سنت صدیقی پر عمل کرتے ہوئے گستاخان رسالت کی لاشوں کا ڈھیر کردیں گے۔

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اجمل خان کا سانحہ ارتحال

یادگار اسلاف اور جمعیت العلمائے اسلام کے سرپرست' ممتاز عالم دین' صاحب طرز خطیب حضرت مولانا محمد اجمل خان 20 مئی کو لاہور میں وفات پاگئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون! مولانا مرحوم مجسم شرافت اور اخلاص کا پیکر تھے۔ انہیں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ' حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ' حضرت مولانا مفتی محمودؒ' حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک جیسے بزرگوں کی رفاقت میں دینی وسیاسی محاذ پر گراں قدر خدمات سرانجام دینے کا شرف حاصل تھا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ' حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے خصوصی تعلق رہا اور ان سے فیض صحبت حاصل کیا۔ مولانا محمد اجمل خان انہی بزرگوں کی صفات اور کمالات کا عکس تھے۔ ان کی وفات سے دیوبند مکتبہ فکر ایک ایسے درویش صفت' روشن دماغ اور باضمیر عالم باعمل سے محروم ہوگیا ہے جن کی یادوں کے چراغ ہمیشہ ہمیشہ روشن رہیں گے اور جن کی باتوں کے گلستان مہکتے رہیں گے۔ مولانا مرحوم بلاشبہ ایک عہد آفریں شخصیت تھے۔ اس قحط الرجال میں ان کا دم قدم غنیمت تھا۔ وہ قافلہ مہر ومحبت' اخلاق ووفا کی آخری نشانی تھے:

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھودیئے
ڈھونڈا تھا جنہیں آسمان کی خاک چھان کر

مولانا محمد اجمل خانؒ بنیادی طور پر ہری پور ہزارہ کے ایک نواحی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ تقسیم سے قبل قلعہ گجر سنگھ لاہور میں ڈیرہ لگا۔ تب یہ جگہ ویران تھی۔ مولانا نے دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا۔ لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا۔ عقائد کی درستگی میں وقت لگایا تو آپ کی اخلاص بھری محنت سے پسماندگی اور جہالت دور ہوئی۔ پورا علاقہ مولانا مرحوم کے روحانی جذبہ سے سیراب ہوا۔ مولانا مرحوم نے نہ صرف دین حق لوگوں تک پہنچایا بلکہ ان کی آنے والی نسل کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک مثالی تدریسی ادارہ جامعہ رحمانیہ بھی قائم کیا۔ یہ مرکز مولانا کا صدقہ جاریہ اور ان کی چھوڑی ہوئی یادگار ہے۔

مولانا محمد اجمل خانؒ کو اللہ تعالیٰ نے حق گوئی' بیباکی اور جرات عطا کی تھی۔ انہوں نے مختلف قومی

تحریکوں بالخصوص تحریک ختم نبوت 1953ء '1974ء' تحریک نظام مصطفیٰ 1977ء میں بھر پور حصہ لیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ایوبی دور میں عائلی قوانین اور اسلامی اقدار کے خلاف ہر حکومتی اقدام کے خلاف مولانا نے کلمہ حق بلند کیا۔ مختلف دینی تحریکوں کو مولانا اجمل خانؒ نے اپنی گرمی گفتار سے تقویت پہنچائی۔ مولانا ایک صاحب طرز خطیب بھی تھے۔ لاہور میں دور دور سے لوگ انہی کے ہاں جمعہ پڑھتے۔ انہیں روحانی تسکین اور ایمان کی حلاوت یہاں سے ملتی تھی۔ مولانا مرحوم کو دیوبند اور اکابرین دیوبند سے عشق تھا۔ مدت پہلے دارالعلوم دیوبند کے سالانہ جلسہ میں تشریف لے گئے۔ تاریخی خطاب کیا۔ مولانا کی اس تقریر کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

مولانا قاری محمد اجمل خان نے جمعیت العلمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاست میں حصہ لیا۔ انہیں جمعیت کا بانی رہنما ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ مولانا نے جمعیت کی تنظیم سازی اور اسے فعال بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ لوگوں نے سیاست میں مال کمایا مولانا مرحوم نے نام کمایا۔ فقر و مستی کو سیم وزر پر ترجیح دی۔ لاہور میں ہوتے ہوئے چاہتے تو دنیا بنا سکتے تھے لیکن انہوں نے آخرت بنائی' عاقبت کو محبوب جانا۔ وہ بلاشبہ دنیا سے سرخرو ہو کر گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے کردار' اخلاق' ایثار کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

ادارہ لولاک مولانا محمد اجمل خانؒ کی وفات کے غم میں ان کے خاندان اور پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ان کے صاحبزادے اور جانشین مولانا صاحبزادہ امجد خان دینی حلقوں میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ وہ اپنے والد محترم کی طرح اہلیت اور اخلاص کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عظیم والد کی روایات کا امین بنائے اور مولانا اجمل خان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!!

خوشخبری

حمد و ثناء اس ذات کے لئے جس نے اپنے لطف و کرم سے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک کو اہل ایمان کے لئے انٹرنیٹ پر پیش کر سکے۔ انشاء اللہ! ہر ہفتہ کا تازہ شمارہ اور ہر ماہ کا تازہ شمارہ آپ اسی پتہ پر ملاحظہ فرماسکیں گے۔

اس کے علاوہ آپ اپنی آراء اور سوالات نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں۔

http://www.weekly khatm-e-nubuwwat.clickhere2.net

http:www.lolaak.clickhere2.net

E-mail: -qasimalikhan313@hotmail.com

مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور پاکستان

ادارہ

قافلہ آخرت

حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کی اہلیہ کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنماؤں میں سے ایک حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ تھے جو قادر الکلام خطیب خوش الحان اور درویش سیرت بزرگ تھے۔ مولانا مر وم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان رہنماؤں میں سے تھے جن کا جنازہ بھی دفتر سے اٹھا۔ ۳۱ مئی کی شب حضرت مولانا مرحوم کی اہلیہ کا وصال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ نیک عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ امور خانہ اور عبادت میں مصروف رہتی تھیں۔ دنیا بھر کے جھمیلوں سے انہوں نے زندگی بھر کنارہ کشی اختیار کیے رکھی۔ صحیح معنی میں زاہدہ تھیں۔ حق تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ جامعہ مدنیہ بہاول پور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن' جامعہ بنوری ٹاؤن کے مفتی حضرت مولانا سعید الرحمٰن اور مرحومہ کے دیگر صاحبزادگان سے ادارہ لولاک اظہار تعزیت کرتا ہے۔

حضرت مولانا نور احمد مظاہریؒ کا وصال

جمعیت علماء اسلام فیصل آباد کے سابق امیر حضرت مولانا نور احمد مظاہری ۱۹ اپریل بروز جمعۃ المبارک قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا نور احمد مظاہریؒ ہندوستان کے مشہور خلائق جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فارغ التحصیل عالم دین تھے۔ پاکستان بننے کے بعد چک نمبر ۲۵۶ گ ب پھلور میں آکر آباد ہوئے۔ عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کی۔ عمر بھر اس کی حفاظت کے نہ صرف معاون تھے بلکہ اس کی ابتدائی تعمیر وترقی میں ساعی رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ بزرگان بالخصوص حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے مخلصانہ اور دوستانہ تعلق تھا اور ان کے دل وجان سے عاشق تھے۔ حضرت جالندھریؒ بھی مولانا نور احمد مظاہری کے علم وفضل واخلاص کے معترف تھے۔ مولانا عمر بھر مجلس کی امداد واعانت' جماعتی رفقاء کی سرپرستی فرماتے اور بزرگانہ شفقتوں سے نوازتے رہے۔ جمعیت علماء اسلام فیصل آباد کے امیر رہے اور زندگی بھر حضرت مولانا محمودؒ شیر

اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے آپ کا مثالی تعلق تھا۔

مولانا مظاہریؒ اکابر علماء کے تربیت یافتہ تھے اور انہیں اکابر کی روایات اور معمولات پر کاربند تھے۔ آپ ایک کامیاب خطیب بھی تھے۔ خطابت کے ذریعہ مخلوق خدا کی روحانی اور طبابت کے ذریعہ جسمانی بیماریوں کے معالج تھے۔ خاصی عمر پائی۔ آخری دنوں میں بیمار ہوگئے۔ عیدالاضحیٰ سے قبل حضرت مولانا محمد صدیق شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان کے پوتے کی شادی کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ کو اس طرف جانا ہوا تو مولانا نور احمد مظاہریؒ کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر فرمایا کہ اس وقت مولانا مظاہریؒ کا جسم و جان وچہرہ انوارات الٰہیہ سے بقعہ نور بنا ہوا ہے۔ راقم الحروف (فقیر اللہ وسایا) جب لائل پور میں مجلس کا مبلغ تھا تو حضرت مظاہریؒ سے ابتدائی تعارف حضرت جالندھریؒ نے کرایا۔ پھر یہ تعلق آخر تک گہرا ہوتا چلا گیا۔ حضرت مرحوم کی شفقتوں اور محبتوں نے ایسا اسیر کیا کہ آج بھی ان کے لئے چشم پرنم سے یہ سطور لکھی جارہی ہے۔ حضرت مرحوم خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ بڑوں سے محبت اور چھوٹوں پر شفقت کے بمقتضائے حدیث شریف ایسے کاربند تھے کہ اس کا عملی نمونہ ہوگئے تھے۔ سنت رسول ﷺ پر عمل ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی اور عشق رسالت مآب ﷺ ان کے روح کی غذا تھی۔

مولانا مرحوم کے وصال کی اطلاع حضرت مولانا ضیاء الدین آزاد نے ایسے وقت پر دی کہ فقیر گوجرانوالہ کے سفر پر تھا اور جنازہ میں شمولیت ممکن نہ تھی۔ پوری زندگی جن کی شفقتوں سے بھرپور نفع اٹھایا۔ گذشتہ ڈیڑھ دو ماہ ختم نبوت کے حلف نامہ کی ووٹر لسٹوں میں بحالی کے لئے دن رات مصروفیت رہی۔ تعزیت کے لئے حاضری سے بھی محرومی رہی۔ حضرت مرحوم کے لئے مدرسہ تعلیم القرآن چناب نگر و ملتان میں قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کیا گیا۔ اس لئے کہ حضرت مرحوم کا حق تھا۔ ویسے بھی اب سب سے بڑی تعزیت یہ ہے حضرت مرحوم کے صاحبزادہ جناب ماسٹر محمد رفیق صاحب اب ان کے جانشین ہیں۔ حق تعالیٰ ان کو اپنے والد گرامی کی خوبیوں کا حامل بنائے اور حضرت مرحوم کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ اللہ رب العزت حضرت مرحوم کی قبر پر اپنی رحمتوں کی موسلادھار بارش نازل فرمائیں۔ آمین!

محترم وقار گل کے والد انتقال کر گئے

۲۱ مئی کو تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس مانسہرہ کے ضلعی صدر اور روح رواں وقار گل جدون کے والد محترم حاجی سکندر خان جدون انتقال کر گئے۔ وہ ایک صالح، پرہیزگار اور ملنسار شخص تھے۔ ان کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا شفیق الرحمٰن صاحب نے پڑھائی۔ ان کے نماز جنازہ میں علماء کرام، سیاسی قائدین اور

ختم نبوت کے پروانوں نے بڑی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ان کے گھر تعزیت کے تشریف لے گئے۔ مولانا نے ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محترم وقار گل جدون اور ان کے جملہ برادران سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے قارئین لولاک سے درخواست کرتی ہے کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ حق تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائیں۔ آمین!

حضرت خواجہ اختر حسین کا وصال

گورنمنٹ ہائر سکنڈری سکول گوجرانوالہ کے سینئر استاد خواجہ وقار العزیز صاحب کے والد محترم خواجہ اختر حسین بقضائے الٰہی وصال فرماگئے۔ حق تعالیٰ ان کی قبر پر اپنے رحم وکرم کے انوارات کی بارش نازل فرمائیں۔ ادارہ لولاک خواجہ وقار العزیز سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کے رکن جناب عبدالغفار کی والدہ محترمہ اور اسی طرح وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور کے ماہر ڈاکٹر جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کے والد محترم' جناب عبداللہ خان (جمعہ خان) کے سسر جناب قاری عطاء اللہ صاحب ماہر تجوید وقرات تھے۔ سینکڑوں حفاظ نے ان سے تجوید وقرات میں سند فضیلت حاصل کی۔ لٹن روڈ لاہور میں دار القرآن والترتیل کے نام سے ایک خوبصورت مدرسہ اور اس سے ملحقہ مسجد ان کی باقیات الصالحات میں سے ہیں۔ خوشاب کلیرہ کے جناب محمد یونس کے والد ماجد اور شجاع آباد کے دین دار تاجر حاجی محمد شفیع کلاتھ مرچنٹ کا گزشتہ ماہ وصال ہوگیا ہے۔ قارئین لولاک سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائیں اور ان کی قبروں کو بقعہ نور بنائیں۔ ادارہ لولاک ان تمام مرحومین کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم۔ آمین!

حضرت مولانا سعید الرحمٰن انوری کا وصال

شیخ الاسلام سید حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے محبوب شاگرد اور قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد انوریؒ ایک عالم باعمل بزرگ رہنما تھے۔ ان کے جانشین حضرت مولانا سعید الرحمٰن انوریؒ ایک علمی مذہبی گھرانہ کے چشم وچراغ تھے۔ درویش صفت بزرگ رہنما تھے۔

طبیعت: انتہائی سادہ اور شخصیت پروقار کے مالک تھے۔ زندگی بھر خانقاہی نظام کو حرز جان بنائے رکھا اور ہزاروں ہزار لوگوں نے اکتساب فیض کیا۔ بہت ملنسار اور صوفی منش تھے۔ اس دور میں ان کا وجود بسا غنیمت تھا۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم اور وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری سے عزیز داری تھی۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کی شوریٰ کے رکن رکین تھے۔ جامعہ کے موجودہ دور اہتمام کے اکثر وبیشتر سالانہ جلسوں کے پہلے اجلاس کی عموماً صدارت فرماتے تھے۔ اکابر اہل حق سے ان کے مثالی مراسم تھے۔ اس دور میں اخوت ومحبت کا پیکر تھے۔ اپنی گوناں گوں صفات اور خاندانی پس منظر میں اکابر کے محبوب اور معتمد تھے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مولانا سعید الرحمٰن انوری کے والد گرامی حضرت مولانا انوری دونوں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے نہ صرف شاگرد تھے بلکہ معمولی تفاوت کے ساتھ ہم درس تھے۔ اس حوالہ سے مولانا سعید الرحمٰن انوری ہمیشہ حضرت جالندھریؒ کو چچا جان کہہ کر مخاطب کرتے تھے اور حضرت جالندھریؒ بھی اپنے عزیزوں کی طرح مولانا سعید الرحمٰن کو محبتوں سے نوازتے تھے۔ مولانا سعید الرحمٰن کی وفات سے مسند ارشاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ وہ موجودہ دور میں خانقاہ رائے پور کی روایات کے امین تھے۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل بیمار ہوئے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان میں قیام رہا۔ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے ان کے علاج ومعالجہ کے لئے ماہر ڈاکٹر حضرات کی خدمات حاصل کیں۔ اس قیام میں جامعہ خیر المدارس کے اساتذہ وطلباء کی کثیر تعداد نے مولانا مرحوم کی حاضری سے بھرپور استفادہ کیا۔ طبیعت سنبھل گئی تھی اپنے گھر واقع سنت پورہ فیصل آباد تشریف لے گئے۔ وقت مقرر آن پہنچا اور آخرت کو سدھار گئے۔ قطب الارشاد حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ بلاشبہ فیصل آباد کے تاریخی جنازوں میں سے آپ کا ایک جنازہ تھا۔ فیصل آباد کے قبرستان میں یکسوئی دنیا کو چھوڑ کر ڈیرہ لگا لیا:

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مرحوم کے جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

حافظ محمد انور کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے خازن حافظ محمد انور کی خالہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ انہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کا اجلاس حافظ محمد ثاقب کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ احسان الواحد' پروفیسر محمد اعظم گوندل' [illegible] قادری' سید احمد حسین زید' حافظ محمد معاویہ اور مولانا محمد الیاس قادری نے شرکت کی اور مرحومہ کی

بقیہ: صفحہ 42 پر

ادارہ

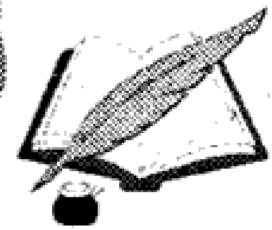

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے
دو کتابوں کا آنا
ضروری ہے

نام کتاب : بے مثال تبلیغی تقریریں
مرتب : مولانا محمد عیسیٰ منصوری
صفحات : ۲۵۲
قیمت : درج نہیں
ملنے کا پتہ : الشریعہ اکادمی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

تبلیغی جماعت کے شہرہ آفاق مبلغ الحاج فضل کریم احمد آبادی کو اللہ تعالیٰ نے بات سمجھانے کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم لدنی عطا فرمایا تھا۔ تبلیغی جماعت میں ان کا ایک بہت بڑا مقام تھا۔ حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے ان کی بارہ تقریریں اس کتاب میں جمع فرمائی ہیں جو اہل ذوق کے لئے شاندار علمی تحفہ ہے۔ کمپیوٹر کتابت کاغذ و طباعت انتہائی عمدہ' مضبوط پائیدار جلد۔ اہل علم خطباء کے لئے گرانقدر تحفہ ہے۔

نام کتاب : مغرب اور عالم اسلام کی فکری اور تہذیبی کشمکش اور مسلم اہل دانش کی ذمہ داری
مرتب : مولانا محمد عیسیٰ منصوری
صفحات : ۹۶
قیمت : درج نہیں
ملنے کا پتہ : الشریعہ اکادمی پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ

مولانا محمد عیسیٰ منصوری ہمارے دور کے ان صاحب فکر و نظر علماء میں سے ہیں جو اسلامی تعلیمات و احکام کے ساتھ ساتھ ملت اسلامیہ کی چودہ سو سالہ تاریخ کے اتار چڑھاؤ اور مغربی اقوام کے ساتھ مسلمانوں کی عملی' فکری اور تہذیبی کشمکش پر گہری نظر رکھتے ہیں اور پورے درددل کے ساتھ مسلمانوں کے مختلف طبقات کو ان کی ذمہ داریوں اور ملی و دینی تقاضوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ مختلف اخبارات و جرائد میں شائع ہونے والے تحقیقاتی و تجزیاتی مضامین و مقالات کو اس کتاب میں جمع کیا۔ اچھی کتاب کی تمام خوبیاں اس کتاب

کی اشاعت میں موجود ہیں۔ بہت اچھی خوبصورت رنگین کرو موکارڈ کی جلد ہے۔

نام کتاب : برصغیر کے دینی مدارس کے نصاب و نظام کا ایک جائزہ

مرتب : مولانا محمد عیسیٰ منصوری

صفحات : ۱۳۶

قیمت : درج نہیں

ملنے کا پتہ : الشریعہ اکادمی پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ

نام کتاب سے مضمون واضح ہے۔ مختلف عنوانات کے تحت مصنف نے درس نظامی پر اظہار خیال کیا ہے۔ اس عنوان پر کام کرنے والے حضرات کے لئے ایک اچھی کوشش ہے۔ کرو موکارڈ کی طباعت واشاعت عمدہ ذوق کی مظہر ہے۔

نام کتاب : کذاب (نبوت کے جھوٹے دعویدار یوسف کذاب کی کہانی)

مرتب : میاں عبدالغفار ایڈیٹر روزنامہ اوصاف ملتان

صفحات : ۳۵۲

قیمت : ۱۵۰

ملنے کا پتہ : مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار / مکتبہ ختم نبوت ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

یوسف کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور اٹھائیس فروری ۱۹۹۷ء کو مسجد بیت الرضاء لاہور میں اپنے چیلوں کا اصحاب رسول قرار دیا۔ اس کی اس تقریر کی وڈیو اور آڈیو کیسٹیں سامنے آئیں تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کذاب کے خلاف کیس رجسٹرڈ کرایا۔ کیس مختلف مراحل سے گزر کر سیشن کورٹ لاہور کو منتقل ہوا۔ اس وقت کے سیشن جج اور اب لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس جناب میاں جہانگیر نے ملعون کو سزائے موت سنائی۔ ایف آئی آر کے اندراج سے لے کر فیصلہ تک میاں عبدالغفار نے کیس میں بھرپور دلچسپی لی اور فیصلہ کے بعد ایک سو تیس صفحات پر اس کے عقائد 'خرافات' نوخیز لڑکیوں سے روحانی تعلقات پر مشتمل طویل پس منظر تحریر کیا۔ اول سے آخر تک کیس کی پیروی کرنے والے وکیل جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ میں خوبصورت الفاظ میں مقدمہ تحریر کیا ہے۔ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر دفتر سے دستیاب ہے۔

"صدائے محراب کے بعد"

خطباء واعظین مقررین کے لئے ایک اور تحفہ

ذوق بیان

مصنف: جناب صاحبزادہ طارق محمود صاحب

جمعۃ المبارک کے علاوہ مختلف موضوعات پر عمدہ تقریروں کا مجموعہ

صفحات 384... قیمت 150 روپے... کمپیوٹر کتابت... خوبصورت ٹائٹل... دیدہ زیب جلد

ملنے کا پتہ:

حافظ بشر محمود مکتبہ لولاک

مرکزی جامع مسجد محمود ریلوے کالونی فیصل آباد فون: 624700

اس تاریخی دستاویز کو حاصل کرنے کا نادر موقع

اسٹاک محدود ہے

رابطہ: ریاض احمد عثمانی (061)545783-544440

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ جل جلالہ ‏ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مرکز سراجیہ

خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس خانقاہ شریف کو اصلاح وارشاد امت میں نمایاں مقام عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کا فیض پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ ہزاروں لاکھوں مسلمان اس بحر سلوک واحسان سے اپنی پیاس بجھا چکے ہیں اور اتنے ہی بندگانِ خدا قطب الارشاد، شیخ المشائخ، مخدوم العلماء، سلطان العارفین خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے دامن فیض سے وابستہ ہیں اور سلوک واحسان کی منزلیں طے کر رہے ہیں

بحمد اللہ حضرت الامیر دامت برکاتہم کی قیادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اور دنیا بھر میں قادیانیوں کا تعاقب اور ختم نبوت کے تحفظ میں سرگرم عمل ہے۔ یہ سلسلہ خانقاہ شریف کے حوالے سے شروع کیا جا رہا ہے۔ احباب کا اصرار تھا کہ ہر بڑے شہر میں خانقاہ شریف کی نسبت سے وہاں کے احباب اور قرب وجوار کے رفقاء کی رہنمائی بہم معلومات اور باہمی ربط کیلئے کوئی مرکز ہونا چاہیے۔ یہ سن کر آپ کو بہت خوشی ہوگی کہ احباب کے اس تقاضے اور خواہش کی تکمیل کیلئے پہلا قدم لاہور میں اٹھالیا گیا ہے اور ہفتہ وارانہ پروگرام کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ البتہ لاہور جیسے بڑے شہر اور حضرت اقدس دامت برکاتہم کے وسیع حلقہ کے پیش نظر لاہور میں مستقل مرکز کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے جس کیلئے احباب سے بھرپور تعاون اور دعاؤں کی ضرورت ہے۔

مرکز کے اغراض و مقاصد

(1) عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کرنا، تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے کورس منعقد کرنا۔

(2) دینی تعلیم عصر حاضر کے تقاضوں کے تحت بچوں سے لے کر بڑوں تک فراہم کرنے کیلئے خدمات اور ادارے قائم کرنا۔ اسی سلسلے میں مدرسہ رحمۃ للعالمین کا قیام عمل میں آچکا ہے۔

نوٹ: فی الحال مرکز سراجیہ کو کرایہ کی جگہ پر شروع کیا جاچکا ہے۔ انشاء اللہ مستقبل میں باقاعدہ جگہ لے کر لاہور میں مرکز سراجیہ کے نام سے ایک ادارہ بنایا جائے گا۔ محترم صاحبزادہ رشید احمد صاحب مدظلہ کی نگرانی میں مرکز سراجیہ میں پروگراموں کا سلسلہ شروع کیا جاچکا ہے۔

پروگرام

روزانہ کی نشست عصر تا عشاء ہوگی اور ہر اتوار کو پروگرام صبح 10:30 بجے تا 12:30 بجے تک ہوا کرے گا۔ تمام پیر بھائیوں اور متعلقین خانقاہ شریف سے درخواست ہے کہ لازمی تشریف لائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عظیم مقصد میں ہمیں کامیاب فرمائے اور اخلاص عطا فرمائے۔ (آمین)

مرکز سراجیہ مکان نمبر 5 گلی نمبر 4 اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون: 5712905

تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوعات پر ہر قسم کا لٹریچر مندرجہ بالا پتہ پر خط لکھ کر مفت حاصل کریں

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

خوشخبری

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

احتساب قادیانیت جلد ہفتم

مجموعہ رسائل ردّ قادیانیت ' حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

۱... مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

۲... مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت وافضلیت

۳... عبرت خیز

۴... فیصلہ آسمانی (حصہ اوّل)

۵... تتمہ فیصلہ آسمانی (حصہ اوّل)

۶... فیصلہ آسمانی (حصہ دوم)

۷... فیصلہ آسمانی (حصہ سوم)

۸... دوسری شہادت آسمانی (اوّل 'دوم)

۹... تنزیہہ ربانی از تلویث قادیانی

۱۰... معیار صداقت

۱۱... حقیقت المسیح

۱۲... معیار المسیح

۱۳... ہدیہ عثمانیہ وصحیفہ انواریہ

۱۴... حقیقت رسائل اعجازیہ مرزائیہ

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے کل چودہ رسائل وکتب ردّ قادیانیت پر ہمارے علم میں ہیں۔ ان میں سے پہلے تین صحائف رحمانیہ پر مشتمل احتساب قادیانیت جلد پنجم میں شائع ہوگئے ہیں۔ فللحمد للہ! باقی گیارہ کا مجموعہ احتساب قادیانیت جلد ہفتم ہوگی۔ آپ کا ایک رسالہ شہادت آسمانی حصہ اوّل بھی ہے۔ جسے خود مصنف مرحوم نے دوسری شہادت آسمانی میں مکمل سمودیا تھا۔ حصہ اوّل مکمل دوسرے حصہ میں بھی موقع بہ موقع شامل ہے۔ اس لئے دوسری شہادت آسمانی کے ہوتے ہوئے حصہ اوّل تکرار کے باعث اس فہرست سے خارج کردیا ہے۔ ان رسائل پر کام شروع ہے۔ رفقاء اور دیگر جماعتی حضرات دعافرمائیں کہ اللہ رب العزت آسانی پیدا فرمائیں۔ آمین! بحرمة النبی الکریم!۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون ' 514122